

بسطیع نیاز و کن حیدر آباد بطبع مزین مقبول جهان شایسته

من یسماں مالدال تم سے ملے ہوئے ہیں

یہ ہے خبر بہار دنیا کا نظم و قضا کا انتظام کہ
ن کلرب کہوت مہرک للکون

ہون کہ اب کہو القاب کہو کہ لمبہ اظہار اشیا
عقل معلوم ہو میرا حال

یہ دلہر جب یہ کتاب دی امانت دہی
حرف آملی صورت خبر یہ

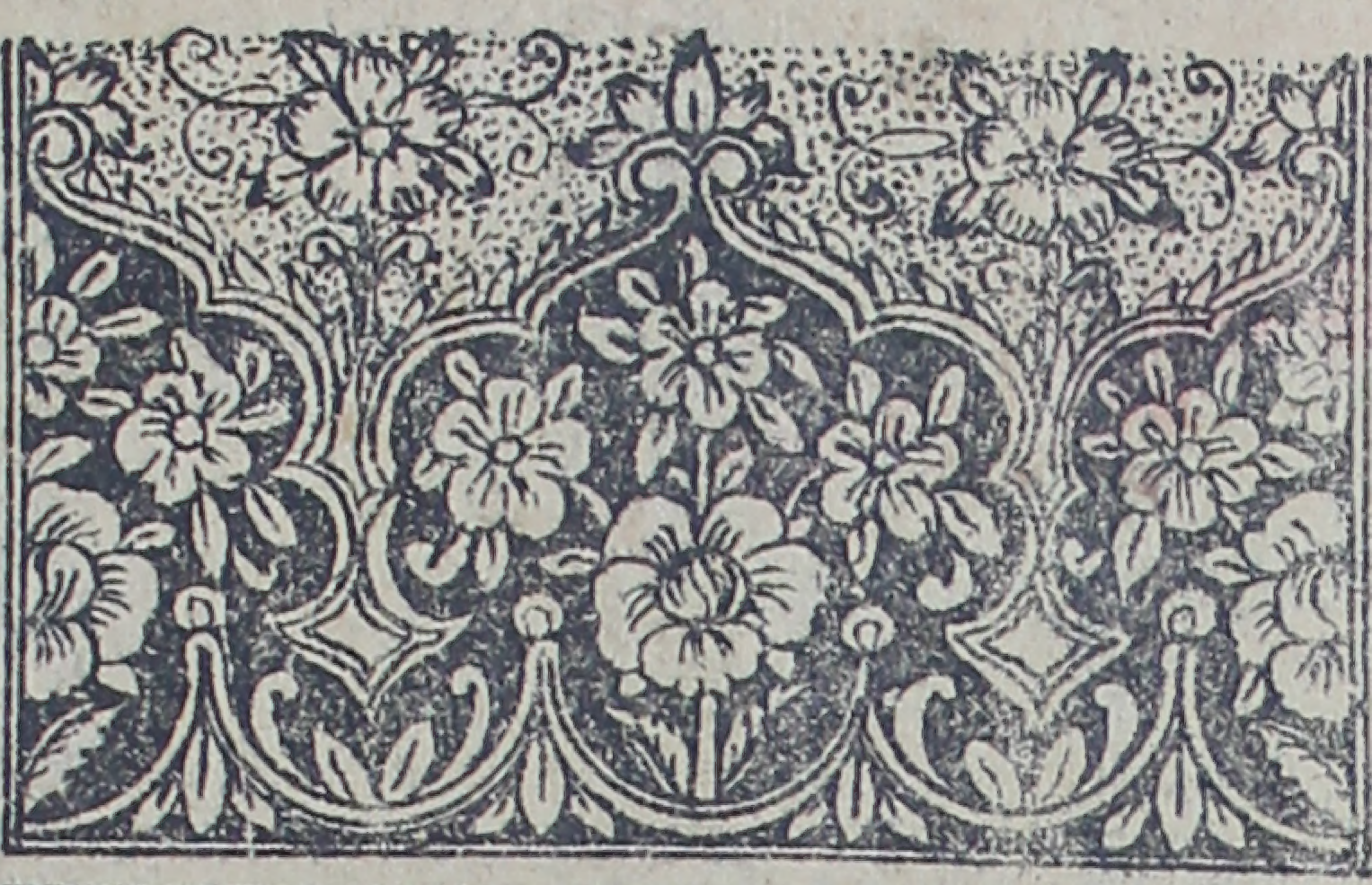
اور یہ چین اور مقام مقامات

اب کے شرط ملی سون مگر مگر افسر کی
پاس اس کے لئے رہا کی خبر نہیں دی

یہ سچے عا سبق البیوتی تم ہو کر
امری دار

کتب خانہ
گورنمنٹی
قائمی
حیدرآباد

ARSHI
LIBRARY
Nampally,
Hyd-A P.



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد حمد خداوند عالم و نعت رسول اکرم شفیع الامم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندہ
حلقہ بگوشش مرزا عبداللہ بیگ ہوش ابن مرزا ہاشم بیگ بن مرزا
اللہ یارب بیگ ابن مرزا عبداللہ بیگ خان تعلقدار مغفور بادشاہ کشور ملّا
و معاویہ و مرجع نزدیکی و در ماسن اہل اسلام یعنی ملک نظام مقیم جھاوٹی زریہ
سر فرازی یافتہ لیاقت نامہ سرکاری مصنف قصائد ہوش و گفتگو نامہ
فارسی و افصح الانشا و ترکیب الصرف و انشای ہوش فرا
بخدمت شایقان اشعار عاشقانہ و غزل خوانان خوش السان زمانہ بصد عجز و
نیاز عرض پرداز ہے کہ اس ناچیز کی طبع و ذوق کوں کے پرچے جو براگندہ پڑے تھے
کہیں بستون میں داخل کہیں کتابوں میں شامل ہو گئے تھے اوں کو ایک جامع
کر کے نام اس مجموعہ کا دیوال ہوش رکھا گیا تاکہ اس فانی سے جہانین
کوئی یادگار باقی رہے اور باعث دلجمعی آشفستہ حالان روزگار بنے غمزدون کا

اس کا مالک بنو ہوش
بن ہوش
تعلقدار مغفور بادشاہ
معلوم ہو کہ مصنف
نامہ شفیع اللہ خان
مناجیح اللہ خان
بن خواجہ سید الدار
وزیر دہلی تھے
معلوم ہے کہ
پڑا کہیں اور کتب
میں ہوش
راکھی مصنف نے
توضیف کی ہیں

ایک نکتہ سنانے کا ہے صاحبو مقام غور فرمانے کا ہے کہ یہ اردو غزلیں
رویف وارہین اسکی ہر ردیف میں دو قسمیں آشکارہین اول رنگین غزلیات کو
اون میں پابندی استعارات و تشبیہات ہے دوم صاف صاف عام فہم نہیں
مشو تون سے دل لگی کی باتیں دج کی گئی ہیں اور یہ اکثر گلانے کے کام آتی ہیں کیونکہ
جو شعراے مجتہد و قیقہ گزین بلاغت پسند باریک بین ہیں صاف کو کب جانتے ہیں سحت
بیمزہ جانتے ہیں اس لئے قسم اول اون کے موافق مقصود ہے اور جو اس زمانے کے
صاحب خوش طبع نازک مزاج سلیس کے طلبکار ہیں اور وقت و رنگینی سے بیزار
دست بردار ہیں اون کے واسطے قسم دوم موجود ہے۔

رباعی

<p>گر ہوں پسند یکھو سیکھا دو تو خوب ہے</p>	<p>رباعی</p>	<p></p>
<p>لے صدق دل سے دعا دو تو خوب ہے</p>	<p>اشعار ہوش سب کو سنا دو تو خوب ہے</p>	<p></p>
<p></p>	<p>باخیر او سکا خاتمہ ہونے کے واسطے</p>	<p></p>

گرهون پسند یکم و یکم و دو خوشه

لِلّٰهِ صَدَقَ دِلٌّ سَعَى دَعَا وَتَوَجَّهَ

۱۱	غلیات	۱
دیکھنے کو دل رستا ہے عنم ہر جور کا لاغی سے تن نہیں ملتا ترے رنجور کا کھٹو کرین کھاتا پڑا ہے سربراہ نمودار کا اس جہان میں یہ گدہ کیسا ہوا ہر جور کا نما تو ان اتنا ہوا ہے تن ترے رنجور کا		خلد میں ہے تذکرہ ترے رخ پر نور کا وہو نہ ہتے ہیں قابض ارواح اگر ہر طرف دیکھو جا کر سرکشو گور غیبان کی طرف جیسے دیکھا اسکو حیرت سے یہی کہنے لگا وہ ہوا کھانے کو نکلے مور پر ہو کر سوار

دیکھنے کو دل رستا ہے غم ہر جہاں

لاغوی سے تن نہیں ملتا ترے رنجور کا

کھٹو کریں کھانا پڑا ہے سربراہان مفود کا

اس جهان میں یہ گدہ کیسا ہوا ہے جو رکھا

نما تو ان اتنا ہوا ہے تیرے رنج و کما

دماغ دل سے ہر خیال روئے جانان برقرار اشک فرکان پر یہ کہتے ہیں کہ خوب نصیب ہے ہر کسی تیر نگاہ مست کا اس دل پہ خم ماہ رو کہنے سے اسکا بڑھ گیا آخر غور سچ کہا جیسے اما الحق مرثی صاحبو	غیر فلفل کب شہر ناہوسکے کافور کا دار بر تو ہم چڑھیں اور نام ہو منصور کا یہ وہیں ہو گا نہ لذت کش کبھی انگور کا آسمان پر ہے دماغ اب اس بت غرور کا حق ہی کہنے سے چڑھتا ہر دار پر منصور کا
۲	رات کو خورشید نکلا ہے چلو دیکھیں گے ہوش کیسو دن میں عکس ہے اُسکے رخ پر نور کا ۱۱
آتشیں رخسار دیکھو پریق انکا ہوا ہو گیا صمد چاک اپنا دل بتوا چھا ہوا اچکی دو چشم دو لب سے یہ عقدہ وا ہوا آ رہے ہیں زرد رخ پر سیر قطرے اشک کے ابر فیضی مشتری سعدی قمر ہے انوری گرم نملے سے مرے اور اشک آدہ سرد عالم طفلی سے عاشق ہوں کیکی زلف کا سر و کشن پاں پر رکھتا اگر قمری کی طرح جلوہ گرافشان ہو اسکے آتشیں خساہ ایسے شریف گلگشت جس فرمایے	ماجر اطلس دھڑ ہے پانی آگ سے بید ہوا تو تمہاری زلف بیچان کیلئے شانا ہوا ایک شامین کا تو ایک سرخاب جوڑا ہوا پھر رہی ہیں ہو پ میں کیوں طفل انگو کیا ہوا شاعری کا عالم بالامین بھی پسند چاہوا موسم گرما ہوا بارشس ہوئی سرا ہوا عشق بیچان سے مرا تیار گنوا ہوا عاشق قد ہو کے آتا آپ تک امدتا ہوا کس طرح سیاب ہے یہ آگ پر ٹھہرا ہوا سینہ داغوں سے ہمارا تختہ بھولونا ہوا
۳	ہے دل صمد چاک میں ہوش آنکی یاد لعل لب یہ فخر طیف ہے نادر لال ہے بیٹھا ہوا ۴
شہور ناز کی میں وہ ولیدار ہو گیا مہر مہر اقی ہوا استقدر طویل	آنکھیں آٹھاکے دیکھنا دشوار ہو گیا قاصد آٹھاکے راہ میں بیمار ہو گیا

دکھلاؤں تجھ کو کونسی الفت کی فردین از بسکہ لاش میری ہے زخموں میں چو چور جائے رفونہیں ہے مرے دل کی جبین کب احتیاج ہے مجھے جام شراب کی نقشہ یہ ہو گیا ہے غم ہجر سے مرا اللہ رے تیری ناز کی پڑتے ہی اک نظر	دفتر تو میرے عشق کا تو مار ہو گیا تابوت رشک تختہ گلزار ہو گیا دست جنون سے پارہ یہ سو بار ہو گیا دل چشم مست دیکھ کے سرشار ہو گیا پہچاننا غم نریزوں کو دشوار ہو گیا خاطر یہ ناز نہیں تری کیا بار ہو گیا	
۴	اے ہوش مجھ کو خواہش مشک ختن نہیں گس زلف یار کھلتے ہی تاتار ہو گیا	۵
رخ پہ گیسو کا بکھر کر نہیں آنا اچھا چشم کو اپنی دکھا دو دل پرداغ مرا نہ چھپا رخ کہ نہ آزدہ ہو روح سعدی چشم مخور کا اسکی نہ کرایدل تو خیال	ابر خورشید درخشان پہ نہ چھانا چھا کہ ہے بیمار کو گلشن کا دکھانا چھا یہ گلستان ہی نہیں اسکا چھپا چھا کعبہ اللہ کو پیچھا نہ بنانا چھا	
۵	جاہلون کا ہے مرنی یہ زمانہ اے ہوش جان کر اپنے کو نادان بنانا چھا	۷
انپا مکان زمین پہ نہ اوس سہرنا ہوتا ہی درد ہاتھو نہیں گل کے اٹھانیسے شبیدہ دیکے ہم نے بڑا یا ترا غور ہمسائے سیر نالے سے اتنے ہو ہیں تنگ تیرے ستم سے چرخ ستار بھی تھر تھراے جانا ہی تجھ کو سوے عدم یہاں ایک دن	آنکھوں میں دل میں عاشق شیدا کی گھرنا اس ناز کی پہ سنگ ترا کیوں جگرنا مر جان نہ لب بنا ہی نہ دندان گھرنا کہتے ہیں جابہان سے کہیں اور گھرنا ڈرتا ہے فتنہ تجھ سے تو وہ فتنہ گرنا دار فنا میں توارے غافل نہ گھرنا	
	اے ہوش کیوں نہ چرخ کے تجھ کو چرخ میں	

۶	تقصیر ہے یہی کہ تو صاحب مہر بنا	۹
<p>رُفت سنبُل وہ خط رخسارِ بچان ہو گیا کیونچ سمجھیں بندہ پرور آپ کو ہم شاہِ حسن ہو سرِ مصرع میں حضرت آپ کے شاید زحان رفتہ رفتہ عوش تک پہنچا سبھا کا قدم مجھ گیا اک شور دریا سے ہوئی آتش نمود ایک دن بھی تو نے اگر کی نہ سیلِ فسوس چشم تر سے اس برس تو خوب بارش ہو گئی حلقہ ماتم عنادل سے ہوا ہے باغ میں</p>		<p>چشم نرگس ہو گئی قد سروستان ہو گیا روم رخ تاتار گیسو لب بدخشان ہو گیا قد موزون پروہان تنگ پنهان ہو گیا جلوہ گردل میں لب جان بخش جان ہو گیا دیدہ ترحب ہمارا آتش افشان ہو گیا سینہ داغون سے مار شک گلستان ہو گیا پیک اچھی ہو گئی ہے غلہ ازان ہو گیا میں جو مقتول رخ گلگون جانان ہو گیا</p>
۷	جلوہ ادس لب کا حلب کے آئینہ میں ہے عیان ہوش دیکھو لعل پتھر سے نمایاں ہو گیا	۷
<p>بن گیا شعلہ بھڑک کر دل جو میرا آگ کا چشم آتش بار ہی یہاں سے نکلیا ناصحا تم نہ مارو سنگ تانکے نہ رگ رگ سے شر چشم پر غم میں مری رہ کر گیا وہ شعلہ و آتش آلودہ جگر سے جو نمایاں آہ ہے کیون جلاتے دلو ہو کہتے ہیں اہل تجر</p>		<p>کہتے ہیں آتش پرست اسکو ہی کڑا آگ کا نوح کا طوفان آبی تھا ہمسایا آگ کا بن گیا ہون سور فرقت میں تپلا آگ کا تند گذر آب کے دریا سے دریا آگ کا ہے عجب آشکدہ سے نخل نکلا آگ کا سوز غم ہے بے نہایت رخ تھوڑا آگ کا</p>
۸	گردل سوزان نے کھا یا داغ کیون حیرت ہی ہوش مرغ ہے یہ آگ کا سیکھا ہے کھانا آگ کا	۸
<p>جب خرامان صحن گلشن میں متوالا ہوا آہ ہے میں دیکھنے کو حور و غلامانِ خلد سے</p>		<p>قد پر قربان سمرو اور رخسار پر لالا ہوا شہرہ تیر سے حسن کا تا عالم بالا ہوا</p>

	گل کمان رخ سرو کب تیرا قد بالا ہوا سانپ کا جوڑیہ موذی ہی ترا پا لا ہوا	نکاح انہ ہیں یہ تشبیہیں نہ تو مغرور ہو کیا سبب ہے عاشقوں کو کاٹتی زلفیں نہیں
۵	کوچے کوچے یا دعل آتشیں میں اونکے ہوشش دیدہ خون بار مر جان پہنچنے والا ہوا	۹
	اس لئے ہوشش ہوا نام مرا یار تھا شب جوب بام مرا جب گیا غفل کو گفام مرا قد پر چشم تہ صمصام مرا	بت عیار جو ہے رام مرا سجے سب پھر نکل آیا خورشید مچ گیا شور لگی بحر میں ناگ لام میں لام ہے مذغم یا ہے
۵	کچھ لڑا ہے ہوشش بنا دو تدبیر کہ سنسنی ہو دلا رام مرا	۱۰
	ہے عدم کی سیر آہنگ حنا سیرے پس جانے میں ہے رنگ حنا بے بقا ہے شوخی رنگ حنا آئینہ پر خوش نہیں رنگ حنا	پایداری کب کرے رنگ حنا اُس کا ہر پٹا کہتہ افسوس ہے حسن ظاہر پر ہے کیوں اتنا گھمنڈ ساق بلورین کو مندی سے بچا
۱۳	ہوشش اُس قاتل کو دہو کا کیوں نہ خون دل اپنا ہے ہمرنگ حنا	۱۱
	ہم عشق کے مارے ہیں ستانا نہیں اچھا یہ گھر تو خدا کا ہے جلانا نہیں اچھا دل کس سے لگا میں کہ زانا نہیں اچھا دل بھول کے بھی تم سے لگانا نہیں اچھا بلبل تجھے یوں شور مچانا نہیں اچھا	اُس چاند سے چہرے کا چھپانا نہیں اچھا یوں دل کو جلاتا ہے ہمارے تو شکر جو دوست ہیں بیگانے ہوئے جاتے ہیں ہم بے رحم ہو مشہور تمہیں جانتے ہیں ہم وہ غیرت گلشن ابھی سویا ہے چمن میں

<p>گورے ہین ترے گال لگجائے نظر دیکھ ہونے دے سونم اپنے شہیدان جفا کا اے چشم کہیں خلق خدا ڈوب جائے اتے ہو تو میرے دل پر داغ کو دیکھو یہ دل بھی تمہاری ہی سکونت کا مکان ہے دم لب پہ ہے لہہ ذرا دیکھ کے جاؤ جاتی ہے اگر جان تو جائے نہیں کچھ غم</p>	<p>ہر شام و سحر بام پہ جانا نہیں اچھا اے جان ابھی پان کا کھانا نہیں اچھا یون شام و سحر اشک بہانا نہیں اچھا یون سیر چین چھوڑ کے جانا نہیں اچھا یون توڑنا یون اسکو جلا نا نہیں اچھا اس وقت بھی ایجان نہ آنا نہیں اچھا پر پاس سے میرے ترا جانا نہیں اچھا</p>
---	---

۱۲	<p>اے ہوش نشانی مرے دلدار کی ہی ہے داغون کو کلیجے کے مٹانا نہیں اچھا</p>
----	---

<p>اب ہم سے نہ کچھ پوچھ صنم حال ہمارا رزو و دن پہ جوانی ہے نہ کیون ناز کرو گے اس بوٹے سے قدر مرے دلدار غضب ہے راضی برضا ہوں نہ کمی کیجے ستم میں قربان حسینان جہان تجھ پہ نہ کیوں ہوں میں کشتہ ہوا ناز و ادا ہی سے تمہاری ہنس ہنس کے اک انداز سے اک ناز و ادا سے اس حسن پہ دولت پہ صنم ناز نہیں خوب وہ ہم سے ملیں ایسی کہان اپنی ہے شمت دکھ اپنا الہی کے ہم جا کے سنائیں</p>	<p>جادو بھرے دیدون نے ترے ہلو تو مارا بچپن میں صنم یہ تھا انداز متارا وہ بانگی ادا تیری وہ آنکھوں کا اشارا دم مار نہیں سکتا جو الفت کا ہے مارا چہرہ ہے ترا چاند تو پیشانی ہے تارا بے تیغ کے تم نے تو مجھے جان سے مارا کیا مفت میں دل لیگیا وہ شوخ ہمارا یوسف ہیں کہان اور کدھر آج ہے دارا تقدیر پلٹ جائے تو چلتا نہیں چارہ مونس نہیں غمخوار نہیں کوئی ہمارا</p>
--	--

۱۳	<p>خود کے تجھی سے وہ صنم پوچھ رہا ہے کیا تہ کو ملا ہوش جو دل گم تھا مہا</p>
----	--

وہ اختلاط سابقہ وہ لطف کیا ہوا
آفت ہے خود ادا تری اسپر غصہ ہے
دل دیکھتے ہی سرمہ کی مانند پس گیا
وہ گال گورے گورے کہ قربان جان
بیٹھے ہیں کس بہار سے دیکھو وہ باغ میں
روشنی فزا کبھی تو مرے دل میں ہو جانا
ناز و ادا سے تو نے ٹولا کھون کی جان لی
لو آئے ہیں وہ میری عبادت کی واسطے

تقصیر بھی ہے کچھ جو تو ہم سے جدا ہوا
کالون میں اک ڈہلکتے ہے جھمکا پڑا ہوا
آیا وہ بت جو آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا
آنکھیں وہ شوخ جس نے کہ دیکھا ہوا
چوٹی میں تازے پھولوں کا گجرہ لگا ہوا
مدت سے یہ مکان ہے خالی پڑا ہوا
ظالم تجھے ذرا بھی نہ خوف خدا ہوا
بیمار میں عزیز و رہا کیا ہوا

۱۴

اتنا نظر ہے تو ہی جد ہر دیکھتا ہے ہوش
آنکھوں میں اوسکی نقشہ ہے تیرا جسا ہوا

۷

بعد مدت کے ہوا آپ کا آنا جانا
آنے جانے میں یہاں کیا ہی تھا انقصا
کچھ تو فرمائیے کیا ہم سے ہوتی ہے تقصیر
جان جاتی ہے مری لیتے ہو جانے کا جو نام
ایک مدت ہوئی تم آئے نہ ارجان یہاں تک
کوئی دن وہ تھے کہ ہم تم ہی رہا کرتے تھے

نام جانے کا بس اب منہ پہ نہ لانا جانا
رات دن کس لئے کرتے ہو بھانا جانا
کیون ہے موقوف یہاں آپ کا آنا جانا
نہ کہو بہر حال ہر گھڑی جانا جانا
دل تڑپتا ہے وہ یاد آتے ہی آنا جانا
ہو گیا خواب و خیال اب وہ زمانا جانا

۱۵

اندون بھول گئے ہو شس کو اتنا کیون تم
یہاں تک آنا ہے نہ وہاں تک ہے بلانا جانا

4

وہ شرم کے منہ پھیرنا یاد ہوگا
مرا تجھے پہ مرنا مرا دل جلا نا
جھڑکنا ستانا جلا نارولا نا

وہیں پیار لیتا مرا یاد ہوگا
تجھے کچھ تو اے بیوفا یاد ہوگا
ستم ہم نے کیا کیا سہا یاد ہوگا

ترا روٹھنا اور منانا ہمارا نہ کھانا نہ سونا ہے تیرے لئے یہاں کبھی شرم سے منہ کو اپنے چھپانا سوا داغ کھانے کے الفت میں ہی اس الفت کے مار کو تو نے ستر	تجھے کب یہ اسے دلربا یاد ہوگا اٹھاتا ہوں کیا کیا بلایا د ہوگا کبھی جان کر روٹھنا یاد ہوگا بھلا ہم کو کیا پھل ملا یاد ہوگا کبھی بھول کر بھی کب یاد ہوگا
۱۶	ترے واسطے ہوش نے سب کو چھوڑا مگر تجھے کو بے رحم کیا یاد ہوگا ۹
جب نقاب اپنے رخ روشن سے ہر کایگا سرخ گالوں پر ہمارے ہی غضب کا جل کا تل ہوں جدائی سے تری رنج و الم میں مبتلا دم لبوں پر ہے مرا تم کو نہیں مطلق خیال اشک باری اس قدر اے چشم ترا چھی نہیں جان جاتی ہے ہماری ہاتھ میں کو تم نہ پھول ہو گئی دوفی حیا سے ناز کی اس چال کی بجر میں نمکین مجھے وہ دیکھ کر کہتے ہیں یوں	آسمان سے ہر فرشتہ کھا کے غش گر جایگا باغ میں گر جاؤ گے تم داغ لالہ کھایگا غم کو میں کھاتا ہوں اک دن غم مجھے کھا جایگا رحم اب بھی گرنے آئیگا بھلا کب آئیگا آنسو دن کی سیل سے میرا مکان گر جایگا ہو بہت نازک صنم پہنچا کہیں دکھ جایگا اب تو چلنا اے صنم جانوں یہ آفت لایگا غم نہ کھاؤ وصل کا بھی ایک دن آجایگا
۱۷	لاکھ ڈھونڈیگا نہ پائے گا تو ایسا جان نثار قتل ناحق ہوش کو کر کے بہت بچایگا ۱۱
اشک آنکھوں سے جب بہا ہوگا مار گل کا تو اس نے پہنا ہے کم سنی ہی میں ایک آفت ہے لاشہ گشتے کا آپ کے ایجان	سیکڑوں گھر ڈبو دیا ہوگا ورد شا نون میں ہو رہا ہوگا وہ جوانی میں کب بلا ہوگا دیکھتے چلے اوٹھ رہا ہوگا

کو چے لڑکوں سے ہو گئے سن سن بہہ رہے ہیں جو نالے ہر اک سمت سکرائے وہ دیکھ کر جو مجھے دردِ سراون کو ہے گئی دن سے زلف کو دیکھ کر ہے ترسان دل پھر ریتب آ رہا ہے اُنکے پاس	تیرا دیوانہ مر گیا ہو گا میترا رنجور رورہا ہو گا دل ریتبون کا جل گیا ہو گا قصہ میرا مگر سنا ہو گا اُسکو سمجھا وہ اثر دہا ہو گا میں سمجھا تھا مر گیا ہو گا
--	--

۱۸	پوچھتے ہیں جو ہو شش کیسا ہے اون کو کچھ رحم آگیا ہو گا
----	--

مشراد

اند لڑن جلوہ فگن بام پہ دلدار نہیں کیا کروں کمد و ذرا
عقل بر جانہیں متا بو میں دل زار نہیں دیکھو یہ حال
کسو دہو دہو کے پلاتے ہو یہ نقوذ کھلا کسکو دیتے ہو دوا
ان علا جون سے ہو صحت یہ وہ بیمار نہیں غیر ممکن ہو شفا
دیکھ کر مجھ کو چلے جاتے ہوا نجان بنے کیسے تم روٹھے ہو
جان لیتے ہو تو لو کچھ مجھے انکار نہیں پر کرو بات ذرا
ثری الفت میں مجھے جانکی پرواز ہی زندگی تلخ ہوئی
مجھے سا دنیا میں کہیں کوئی وفادار نہیں ہو تو بتلا دے کھلا
دیکھ کر تجھے کو تو حیران ہوئی عقل مری . حور ہے یا تو پری
کون ہو گا جو ترا طالب دیدار نہیں اے مرے ماہ لقا
سرد آہوں کی مرے سینہ میں بہتی ہی ہوا آکے تم دیکھو ذرا
اس طرح کا تو مکان کوئی ہوا دار نہیں ہے عجب سوخ فزا

ہوش رسوا ہوا برباد ہوا تیرے لئے رحم آیا نہ تجھے
اپنے جان باز پہ ایجان سزاوار نہیں اس قدر جو روح و جفا

۱۹

رویف باے موصدہ

۷

اس پہ آنکھیں جراتے ہو کیا خوب
پوچھو تو مسکراتے ہو کیا خوب
آنکھیں ایجان لڑاتے ہو کیا خوب
گیسوؤں میں چھپاتے ہو کیا خوب
ہم پہ احسان جتاتے ہو کیا خوب
جنگیوں میں اوڑھاتے ہو کیا خوب

لیکے تم دل کو جاتے ہو کیا خوب
دل مرا لے کے ہوتے ہو ایجان
مر رہے ہیں ہزاروں لڑ لڑ کر
لے کے دل کو مرے مگرتے ہو
لیکے جان چھوٹے غم سے کہتے ہو
حال دل اس گراں گراں سے

۲۰

غیر سے تو نہیں ہے کچھ پردہ
ہوش سے ہندہ چھپاتے ہو کیا خوب

۵

رویف باے فارسی

کچھ تو کہتے ہم سے بھی کیا لامکان جاہن آپ
مجھ کو ناحق قتل کر کے خود ہی بچھپاتے ہیں آپ
ناز سے دامن کشان جہاں سے جاتے ہیں آپ
میرے صاحب ایسی باتیں کسکو سمجھاتے ہیں آپ

حضرت دل اس میں گاہ بیان فرماتے ہیں آپ
آپ پر اب ناز برداری مری ثابت ہوئی
شور و محشر ہر طرف ہوتا ہے برپا ہے جہاں
پاؤں کو مندی لگانا انیکایہ جلد ہے

۲۱

ہوش قربان آپ پر دل کو کرے یا جان کو
راے کیا اس باب میں کیا حکم فرماتے ہیں آپ

۵

رویف تائے فوقانی

منہ سے سر کا دوپٹہ کیا ہے نہ رانیکا وقت
یون ہو کشتک تھا پانی رات تھوڑی رہی
سنتے ہیں اس سنہر خط کے بو سے لبتا ہر قیب
ہے لکا ظاہر درجہ میرا نرم میں کہتے ہیں وہ

باتیں کرنے کا ہی موقع بان ہی کھانیکا وقت
لب پہ لب کھار ہے جانان اتو سو جائیکا وقت
حضرت ل زہر کھا کر اب ہے مر جائیکا وقت
صاحبوٹ ہیا رہو ہے ہوش کے آنیکا وقت

۲۲

یہ زمانہ ہے سرا سر دشمن بل تیر
ہوش اب ہے جانکر ناوان بنجائیکا وقت

۵

در بوستان و ہر بقای بہار نیست
گلگشت باغ کرد و دیدم ہر طرف
شبہ شاعرانہ غرورت و دچند کرد
بسیار ویدہ ام گل و لالہ بہا غما

ای وای بلبلی کہ ہوا دار یار نیست
یک لالہ برنگ دل داندار نیست
خط تو مور نیست ہم آن لاف مار نیست
ہم رنگ عارض تو کی از نہار نیست

۲۳

ہر جا کہ راحت است بود برج ہم ضرور
آن می ندید ہوش کہ بعدش خمار نیست

۵

ردیف نامی ہندی

اونکو ہے مگر کہتے ہیں اتنا بھی بھلا جھوٹ
انیشہ مجھے ہے کہیں رجعت نہ تجھے ہو
دل بھول کے بھی تجھے لگا پنکے نہیں ہم
میں حور مہین کہتا ہوں جلوہ تو دکھا دو

یون ویدہ و دانستہ نہ بلوای خدا جھوٹ
دل لیکے قسم اے بت گمراہ نکھا جھوٹ
ہے او بت عیار تری مہر و وفا جھوٹ
تاسب کو ہو معلوم کس بج کہتا ہو یا جھوٹ

۲۴

سن سکے مرا حال وہ فرماتے ہیں ہنسکر
حق پوچھو تو اے ہوش یہ قصہ ہی ترا جھوٹ

۵

روایف تاسے مثلث

ناز نینوں کا یہ سب ناز اوٹھانا ہے عیث	بیوفا ہوتے ہیں دل ان سے لگانا ہی عیث
جان دینے کے سوا اور نہ حاصل ہوگا	کوچہ میں اس بت عیار کے جانا ہی عیث
صاحبو شہر خموشان ہی میں رہنا ہوگا	یہاں تو رہنے کو مکانوں کا بنانا ہے عیث
گوشت تک اونکے پہنچا بیگانہ کو کوئی	سلک گوہر کی طرح اشک بہانا ہی عیث

۲۵

رحم آقا ہے بھلا سنگ و لون کو بھی کہیں
حال پروردگار نہیں ہوش سنانا ہی عیث

روایف بیم تازی

رخ چشم زلف یار ہیں بحر و جباب موج	کر سیر دل نگار ہیں بحر و جباب موج
زنجیر پائین اشک میں تخالون میں مگو	پرہم سے یادگار ہیں بحر و جباب موج
چشم پر اشک و آبلہ و دوداہ سرد	کر سیر اولنگار ہیں بحر و جباب و موج
حسن ملیح و مخفی چہین چہین ہیں خوب	یون تو دو صد ہزار ہیں بحر و جباب موج
دریا میں سیر باغ ہے خونی سرشک سے	ہاں رشک لالہ زار ہیں بحر و جباب موج
بتلا تو دل کو جیل لب دریا پہ آج یا	رکھتے عجب بہار ہیں بحر و جباب موج

۲۶

ایک دیکش ایک مضطرب اک فزہ زنجیر ہوش
غم سے نگار ہیں بحر و جباب و موج

روایف بیم فارسی

کیون کہنچے ہو میان تلوار کہو سچ	کیا ہم سے خطا ہو گئی دلدار کہو سچ
---------------------------------	-----------------------------------

دل لیکے مرا تم نے کیا زلف کا پابند	دل داری یہی ہوتی ہے دلدار کو سچ
دل اپنا اگر کوئی حسین مانگے تو دیدن	تکو تو مرا دل نہیں دیکھا کہو سچ
دل لیکے مرا تم نے کہاں اوسکو چھپا	ہے تم کو قسم دلبر عیار کہو سچ

شعرون کے بے سننے کا اور نہیں شوق رقیبو
کچھ ہوشش کے بھی سننے ہیں شکار کہو سچ

۲۷

رویف حائے خطی

دیکھنے سے تجھ کو اسے جان تقویت پاتی ہر روج	تیرے جاتے ہی مرے تن سے نکلی جاتی ہر روج
تم ہوا کھانے جو پھرتے ہو رقیبوں کو لئے	واغ کھاتا ہی یہاں ل اور غم کھاتی ہے روج
ہجر میں اون کے پڑا رہتا ہوں مروت کی طرح	وہ جو آجاتے ہیں میرے تن میں آجاتی ہے روج
شوخی آنکھوں پر تری نورانی چہرے پر	کیا بشر ہے حور کی قربان ہو جاتی ہر روج
ہیں ہمیں غم کے اومٹھانے ہیں پناہ و پناہ	دیکھ کر جب کو صنم رستم کی خضرائی ہر روج
میسج ہے یہ حسن ظاہر حسن باطن چاہئے	پوچھتا ہے کون تن کو جب نکلی جاتی ہر روج

ہوشش کی تربت پہ آو چادر گل گو چڑھاؤ
گشت عارض ہے کب سے اوسکی چلائی ہر روج

۲۸

رویف خای مجھ

دیدہ ہے شوخ تو ادا ہے شوخ	سہے پامک وہ اک بلا ہی شوخ
اوسکی آنکھوں سے شوخی ظاہر ہے	کے دیتی ہے یہ بڑا ہے شوخ
تو تو خود شوخ اس پہ اور غضب	رنگ تیرے دوپٹے کا ہے شوخ
پھر رہا ہے گلی گلی دن رات	طفل اسٹک اپنا ہو گیا ہے شوخ

ہوش بجلی کا وہ ہے اک ٹکڑا
ہسکو دلبر بھی کیا ملا ہے شوخ

ردیف دال مصلیٰ

ارغوان کے گرد سیرایا ہے خط عارض کی گرد
گردابرو ہے عوق یا بنجم اطراف بلال
دامن شب ہر طرف جیب سحر کے یا ہباب
دیکھ کر کہتے ہیں سب سرفری کے سیری آپس
اوس ہے اطراف زکس یا ہوا فشان گزوم
یارہ گرا طرف حور روضہ رضوان کے یار

گرد لالہ ہی نفشایا ہے خط عارض کے گرد
ماہ کے اطراف بالایا ہے خط عارض کی گرد
گرد خور جلوہ کرن کا یا ہے خط عارض کی گرد
سبز گاہ اطراف شعلا یا ہے خط عارض کی گرد
سنبل اطراف شقیقا یا ہے خط عارض کی گرد
سبز دامن کلبے گھیرایا ہے خط عارض کی گرد

گرد گل کے سیر پتون کی بہار اے ہوش ہی
یا بہن مور اطراف روضا یا ہے خط عارض کی گرد

زربکف نیست کہ زرباید داد
موسے بار یک وجودے دارد
رو خامی طلب دلبر من
واصف حسن بنا گوش ترا
عزت اہل ہر گفنت کہ جان
نکئی رسم بحال زارم

قیمت عشق تو سر باید داد
با چہ تشبہ کمر باید داد
جائے زرداغ جگر باید داد
حاصل کان گسر باید داد
در کسب ہنر باید داد
دل بجز نمان و گر باید داد

ہست مداح لب شیر نیش
ہوش را قند و شکر باید داد

نانش تہ جیر من ابرو سے خمداری نشد
از پریشان زلف او جمعیتم باری نشد

از نمود خط ندارد آفتی رخسار او
موجب آسایشی بارگران کے میشود
مرحبا بر مردی ترک چشمش مرحبا

این گل خلد است در اطراف و خاری
سرمه سنگین علاج چشم بیماری نشد
با صف مژگان خود سرگرم بیماری نشد

۳۲

خوش بیاؤ کن تا شاے دل پر داغ ہو شش
بدنی شد ای دل آسیر گلزاری نشد

۵

ردیف وال مہندی

ہے بہت منعم کو اپنے مال و دولت کھمنڈ
زادہ دن کو چشم فتان اپنی تم دکھلاؤ دو
کیا خدا کو مشہد دکھاؤ گے قیامت میں کہو
حور و جنت کیلئے تو ہو رہی ہے بندگی

موت آتے ہی نکل جائیگا حضرت کا کھمنڈ
دیکھ لین گے اونکی سب سے عبادت کا کھمنڈ
حاکم و ملوک ہے کیوں اتنا حکومت کا کھمنڈ
ایسی نیت پر ہے عابد کو عبادت کا کھمنڈ

۳۳

ہو گئے وہ آشناسب اندون نا آشنا
جن پہ تھا اے ہوشش ہکو مہر الفت کا کھمنڈ

۵

ردیف ذال معجزہ

لکھکے اُس چشم کی اوصاف جو بھیجا کاغذ
دل جلانے کو اوڑھتے ہیں بنا کر شبنگ
خط مرادیکھ کے قاصد سے فرمانے لگے
بھل چڑھی اوسکی نبی اور وہیں چھٹنے لگی

اپنے آنکھوں پہ رکھا اوسنے وہ میرا کاغذ
میں نے حال اپنا جو لکھ کر اونہیں بھیجا کاغذ
چھینکے اسکو یہ لایا ہے کہا نکا کاغذ
اونکے ہاتھوں میں پہنچتے ہی ہمارا کاغذ

اونکی تصویر کجی جیسے ہوا ہی ہوس چھپا
کہ اوڑھالے نہ پری کوئی وہ میرا کاغذ

۲۹	ہوش بجلی کا وہ ہے اک ٹکڑا ہسکو دلبر بھی کیا ملا ہے شوخ	۷
ردیف دال محملہ		
ارغوان کے گرد سنرا یا ہے خط عارض کی گرد گرد ابرو ہے عوق یا بنم اطراف بلال دامن شب ہر طرف جیب سحر کے یا ہباب دیکھ کر کہتے ہیں سب سرفی کے سیری آئیں آؤں سے ہے اطراف زکس یا ہوا نشان گزوم پیادہ گرا اطراف حور روضہ رضوان کے یار	گرد لالہ ہی منقشا یا ہے خط عارض کے گرد ماہ کے اطراف بالایا ہے خط عارض کی گرد گرد خور جلوہ کرن کا یا ہے خط عارض کی گرد سبز گاہ اطراف شعلا یا ہے خط عارض کی گرد سنبھل اطراف شقیقا یا ہے خط عارض کی گرد سبز دامن کلبے گھیرا یا ہے خط عارض کی گرد	
۷	گرد گل کے سیر پتون کی بہار اے ہوش ہی یا بہن مور اطراف روضا یا ہے خط عارض کی گرد	۷
زربکف نیست کہ زرباید داد موسے بار یک وجودے دارد رونامی طلب دلبر من و اصف حسن بنا گوش ترا عزت اہل ہر گشت کہ جان نکنی رسم بحال زارم	قیمت عشق موسے باید داد با چہ شبینہ کم باید داد جاے زرداغ جگر باید داد حاصل کان گسر باید داد در کسب ہنر باید داد دل بجز ناناں و گر باید داد	
۳۱	ہست مداح لب شیر نیش ہوش را قند و شکر باید داد	۵
تاجن تدبیر من ابرو سے خمداری نشد	از پریشان زلف او جمعیتم باری نشد	

از نمود خط ندارد آفتی رخسار او	این گل خلد است در اطراف و خاری
موجب آسایشی بارگران کے میشود	سر مہ سنگین علاج چشم بیماری نشد
مرحبا بر مردی ترک چشمش مرحبا	با صف فرزگان خود سرگرم بیماری نشد
۳۲	خوش بیاؤ کن تماشای دل پر داغ ہوش
	بدلتی شدای دل آراسیہ گلزاری نشد
	۵
رویف وال مہندی	
ہے بہت منعم گوا اپنے مال و دولت کھمنڈ	موت آتے ہی نکل جائیگا حضرت کا کھمنڈ
زاہدون کو چشم نشان اپنی تم دکھلا تو دو	دیکھ لین گے اونکی سب بے عبادت کا کھمنڈ
کیا خدا کو منہ دکھاؤ گے قیامت میں کہو	حاکم و ملوک ہے کیوں اتنا حکومت کا کھمنڈ
حور و جنت کیلئے تو ہو رہی ہے بندگی	ایسی نیت پر ہے عابد کو عبادت کا کھمنڈ
۳۳	ہو گئے وہ آشناسب اندون نا آشنا
	جن پہ تھا اے ہوش ہکو مہر الفت کا کھمنڈ
	۵
رویف ذال معجمہ	
لکھکے اُس چشم کی اوصاف جو بھیجا کاغذ	اپنے آنکھوں پہ رکھا اوسنے وہ میرا کاغذ
دل جلانے کو اوڑا تے ہیں بنا کر شبنگ	میں نے حال اپنا جو لکھ کر اونہیں بھیجا کاغذ
خط مرادیکھ کے قاصد سے فرمانے لگے	پھینک دے اسکو یہ لایا ہے کہنا لکا کاغذ
پھلچڑی اوسکی نبی اور وہیں چھٹنے لگی	اونکے ہاتھوں میں پہنچتے ہی ہمارا کاغذ
	اونکی تصویر کھچی ہے ہوا می ہوس چھپا
	کہ اوڑا لے نہ پری کوئی وہ میتہ کا کاغذ

۳۴	روایت رائے مملہ	۱۵
<p>آسمانی بھی بلاگردان ہیں اُس دلدار پر جلوہ افکن اشک ہے مژگان چشم زار پر جب سینا تار نیکروہان بہار خسار پر عکس عارض آب کا ہے طرہ طرار پر رکھ دو قبر کشہ ابرو و فعل یار پر عکس ابرو ہے کیکار و ہے پر انوار پر میں نظر آتا نہیں وہ اسلئے بیٹھے ہیں پاس گر کسی نے پارہ قائم آگ پر دیکھا نہ ہو وہاں نزاکت سی تو وہاں بھی ناتوانی سی یگم کیون نہ او بادام تیری آنکھ پھوڑیں سنگ سے سورۂ اخلاص کے بلے میں بیٹھے والضحیٰ لخت مل اپنے گرے کچھ سادہ ہیں کچھ داغدار و اے قسمت یہ دل صد چاک بے ہرہہ اُس سنہری رنگ پر جو سبز خط ہی ای نگار</p>	<p>کہکشان قد پر ہلال ابرو پہ سہمہ خسار پر کس طرح ٹھری ہے شبنم یا الہی خار پر کہکشان نے بر چھٹی تانی مہر پر انوار پر ہے چڑھائی اہل دین کی لشکر کفار پر زناغ کے سرخاب کے دو دو ملا کر چار پر تیغہ کھینچا آہ کس کا فرنے ہے دیندار پر ناتوانی کا بہت احسان مجھے بیمار پر دیکھ لے اگر عوق اُس آتشیں خسار پر انگو حیرت ہے مگر پر مجھ کو جسم ناز پر ہے نگاہ ہمہ سری تجھ کو تو چشم یار پر فاتحہ کے وقت قبر کشہ خسار پر گل نہیں گلزار میں لالہ نہیں کہسار پر جلوہ گر پھولوں کا طرہ ہو تری دستار پر کیا خطر یگان لکھا ہے وصلی زردار پر</p>	
۳۵	<p>یا دکر نا است کباری سینہ چاک کی ہوش کی گر نگہ پڑ جائے شبنم پر گل گلزار پر</p>	۱۶
<p>منظور نہیں برق پر انوار کی تلوار لاکھوں ہوئے مقتول مگر اوسپہ نہیں خون کلاشت چمن تیرے سوا آفت جان ہے</p>	<p>بس قتل کو میرے ہے لب یار کی تلوا ناور ہے تری ابرو سے خمدار کی تلوا بنجائی ہے وہاں شاخ ہر اشجار کی تلوا</p>	

۳۶	مصرع یہ مرے قتل کے مضمون کا ہوا طرح اے ہوشش نہیں قاتل خوشخوار کی تلوار	۵
۳۷	صانع قدرت کی دیکھو صنعتیں گلزار میں مورفت کا لائی ہے اے ہوشش اک دفتر بہار	۵
۳۸	لگاؤ دل نہ اوس سے ہوشش صاحب ہے وہ فتان عیاری میں مشہور	۵
ردیف رای ہندی		
جان کو تو جلا یا مرے دل کو نہ جلا چھوڑ کیا منہ میں دکھاؤ لگا قیامت میں خدا کو	ظالم یہ گھر اند کا ہے اسکو تو جلا چھوڑ دل میرا لیا خیر یہ ایمان تو مرا چھوڑ	ط

وہ دیکھ کے بولے دل بیمار کو میرے	تفریح کی خاطر اسے گلشن میں ذرا چھوڑ
ہے روز جزا کی بھی خبر یا نہیں اوجہ	کیون مست ہو کر خوف خدا جو روح جفا

۳۹	کوچہ میں مرے ہاتھ لگے وہ تو یہ بولے دیکھے گا کوئی ہوشش دوپٹہ تو مرا چھوڑ
----	---

ردیف زائے معجزہ

ہمارے گھر جو وہ تشریف لائیں گے اک روز فلک سے مہرِ بخش کھا کے گر جائے گا ہو سنگدل مگر اس پر بھی رو ہی دو گے تم پری کو نایاب نچا دینگے آپ تو بیشک ہے زور و شور نہایت ہمارے مالونکا کہان وہ آتے ہیں گور روز وعدہ ہوتا ہے	رقب جتنے ہیں کیا مرغبا تینگے اک روز نقاب چہرے سے جو وہ اوٹھا تینگے اک روز جو رگزدشت ہم اپنی سنا تینگے اک روز جو جلوہ حسن کا اپنے دکھا تینگے اک روز یہ آسمانوں کو آخر گرا تینگے اک روز مگر جنازہ اوٹھانے کو آتینگے اک روز
--	---

۴۰	نہ گھورا ونکہ تو قامت کو ہر گھڑی اسے ہوش خفا وہ ہوں گے تو سولی چڑھا تینگے اک روز
----	---

ردیف سین حملہ

جان لینے کی ہوس ہے دل اوڑا نیکی ہوس زلف میں پھنس جا کا اے دل نہ تو فوج اے دل نادان وہاں سے پھر نہ جیتا آئیگا اہل دنیا کو ہے زاد آخرت کی فکر کب	اُس بت عیار کو ہے اک زما نیکی ہوس مرغ کو کر دے اسیر دام دانے کی ہوس کیون ہی تجھ کو کوچہ قاتل میں جا نیکی ہوس انگو ہے بس مال دزر کے ہاتھ آ نیکی ہوس
---	---

فی الحقیقت گور جب ہے خانہ اصلی تو ہوشش

لغو ہے یہ سب عبارت کے بنانے کی ہوس

ردیف شین مجمر

ہے سرو کی نگل کی نہ گلزار کی تلاش
اے دل نہ تو زلف ستمگار کی تلاش
ابرو کی تیغ کیا نہیں کافی ہے قتل کو
گم ہو گیا ہے سوزن بے رشتہ کی طرح
او مہر کو اپنی دکھاتا ہے روشنی
اے دل ہے تجھ کو ابرو و گیسو کی جستجو
قد خم ہوا ہے اشک مسلسل نکل پڑو
اوس زلف عبرتیں کا ہون سوالی جیسے ہیں

اونکے ہے قد کی گوش کی رخسار کی تلاش
سو دانی جاننا ہے جسے مار کی تلاش
بھر کھلے ہے آپ کو تلوار کی تلاش
بیحد پڑی ہے مجھ کو تن زار کی تلاش
رہتی ہے مجھ کو عارض دلدار کی تلاش
بچھو کی کیون تلاش ہے کیون مار کی تلاش
اس چنگ کیلے ہے مجھے تار کی تلاش
رہتی ہے مجھ کو خانہ عطار کی تلاش

اے ہوش فیض ہے یہ جناب شہید کا
کرتے ہیں نکتہ و رترے اشعار کی تلاش

ردیف صا و محملہ

کیسی صاحب یہ گھلاوٹ یہ کمان کا خلاص
اپنی زلفون میں تجھے وہ تو پھنسا ہی دینگے
سب متاع دل و دین لوٹ لیا ہے اوسنے
دل کو لیتے ہی مرے ہو گئے کورے وا

کورے ہو جاتے ہو دل لیکے یہ کیسا خلاص
دیکھ ایدل نہ پڑھا اون سے اپنا خلاص
ابو جان لینے کے درپے ہے تمہارا خلاص
واہ قبلہ ہی الفت تھی یہی تھا خلاص

میں نے کی خواہش دیدار تو مہنکر بولے
ہوش صاحب یہ وہیں رہنے دو اپنا خلاص

رویف ضا و مجھ

شید کو آپکے ہے زمانے سے کیا غرض
ہے دل میں اونکے غم و غم سے ہم کو لڑا ہے
کہتے ہیں وہ مجھے ہو اگر راز و عشق
پر وا اگر ہر ساری نہیں ہے اونہیں نہ

عیش جہان سے گمانے بجانی سے کیا غرض
یون ورنہ اون کو آنکھ لڑائے سے کیا غرض
بھریون ہے تھکوا شک بہانے سے کیا غرض
ہم کو بھی اون کا ناز او ٹھانے سے کیا غرض

۴۴

نقشہ ہے اونکا آنکھوں میں اپنی جسا ہوا
اب ہوش او نکو دیکھنے جانے سے کیا غرض

۵

رویف طارہ مہملہ

ہم نے پرورد وہ لکھا تھا خط
عشق کا راز ہو نہ جائے فاش
کیا لکھا تو نے او سمین عاشق کو
درد و دردن تھا ہاتھ میں اسکے

اوس نے بھی رو دیا جو دیکھا خط
نہ دکھا عینہ کو ہمارا خط
دیکھ کر رورہا ہے پیرا خط
جب او ٹھایا دو حرفی میرا خط

۴۵

شکر ہے وہ عدو سے لڑتے ہیں
تو نے کیون ہوش کا یہ بھاڑا خط

۵

رویف ظارہ مجھ

ہے پیچ و تاب میں زلف دو تا خدا حفظ
ہمارے دل کو وہ لیتے ہی بن گیا کورا
دکھارہا جمال اپنا وہ بہت عیار

یہ سر پہ لاتی ہے کیا کیا بلا خدا حافظ
سلام کر کے یہ کہنے لگا خدا حافظ
ہے زاہدون کے اب ایمان کا خدا حافظ

لگی ہیں سقف سے آنکھیں ہی نہض سا قضا آج

تمہاری چشم کے بیمار کا حرف را جافوظ

۴۶

ہوں کے قیامت رعناسے ہوش عالم میں
ہوئی ہے ایک قیامت بپا خدا حافظ

۵

رولیف عین معلّم

وہاں ہے اگر قیامت یا مصروع
ہوا شعر گوئی میں ممتاز تائل
عجب کیا ہے کٹجائے دشمن جو اوس کے
چو تینی کشم سر بنہ پیش پا یم
یہاں بھی ہے آہ دل نگار مصروع
وہ شاعر ہے اور اوسکی تلوار مصروع
ہمارا ہے شمشیر خونخوار مصروع
یہی وہ سناتا ہے ہر بار مصروع

۴۷

نظر کر خدا کی تو صنعت بہ اسے ہوش
کہ کیا خوب ہے سرد گلزار مصروع

۷

رولیف عین مجرم

جہاں میں دیکھ لئے ہم نے پھر کے صد ہا باغ
قضا کے آتے ہی سب چھوڑ جاؤ گے تنہا
قریب رخ رکھو گیسو میں یہ دل پر داغ
کبھی تو اس جگر دواعندار کو دیکھو
دکھاؤ چہرہ زیبا کہ ہوا سے صحت
نہ تو مرے دل پر داغ کا تم اب سے نام
مگر کہیں دل پر داغ سانہ دیکھا باغ
کہاں کا مال کہاں کا مکان کہاں کا باغ
تمہارے باغ سے ملتی رہے ہمارا باغ
جناب ہے یہ عجب قابل تماشا باغ
دکھاتے ہو دل زار و نزار کو کیا باغ
یہ جبر کیسا ہے کیوں چھینتے ہو میرا باغ

۴۸

الہی شکر وہ کہتا ہے ہوش سے گلرو
ہمارے ساتھ چلو دیکھو یہاں باغ

۷

رویف فا

کروے گناہ خلق ہزاروں خدا معاف
ہونا نکوئی اوس سے مزاحم کسی طرح
دیکھا جو رخ گھڑا مجھے کرتے ہو وہ پوچھ میں
تم اب تو بات بات میں دیتے ہو گالیان
کہتے ہیں مار مار کے شیداے زلف کو
یوں تیغ بے دریغ جو مجھ پر اٹھاتے ہو

تم سے لگ کر سیکلی نہ ہوا اک خطا معاف
خون اپنا اوسکو ہم نے عزیز کیا معاف
کہتے ہو یہ قصور نہ ہو گا ترا معاف
پہلے تو خود تمہاری نہ تھی یوں خطا معاف
تیرا قصور ہو گا نہ اے بیچیا معاف
کیا تمکو ہے خدا سے یہ جو روحفا معاف

۲۹
اٹھا ہے کس لئے تو ہر اسان و غمزہ
کر دیگا ہوشش تیرے گنہ سب خطا معاف

ہجرین بیتاب ہی دل اک طرف جان اک طرف
خون بخشانے کو میرے اک ہجوم خلق ہے
تھک گئے کر کے مداوا اس دل بیمار کا
اس دل پر داغ کو اوسنے کیا ہی چاک چاک
دیکھ کر بے طور حالت اس دل بیمار کی
لاشہ اوٹھتا ہے کسی کا لب عالم ہے کھڑا

وہ ہی گریبان اک طرف تو یہ ہی نالان اک طرف
سب بزت اک طرف وہ شوخ فتان اک طرف
اب طبیب بیٹھے ہیں ہو کر شیمان اک طرف
لو پڑی ہی پرزے ہو کر اب گلستان اک طرف
وہ ہیں حیران اک طرف ہم ہیں پریشان اک طرف
جلوہ فرما وہ بھی ہے ستھاک دوران اک طرف

۵۰
کشمکش میں لڑا ہے کھینچتے ہیں اوسکو ہوش
چشم فتان اک طرف کیسے پہچان اک طرف

رویف قاف

لیکے دل انجان بن جانا نہیں اچھا طریق

نام تو بتلاؤ تم نے کس سے یہ سب کا طریق

جان بلب ہم ہیں بتوں کو رحم کچھ آتا نہیں نزع میں دیتے ہو یہاں اگر مبارکباد مرگ عاجزی نے میری آخر اسکو سرکش کر دیا دل کو لیتے ہو تو ایجان ایک بوسہ کیے لو بھول کر بھی اپنے بھگوان کو چھا ایک دن خوف رسوائی جو ہو دن کو نہ آؤ شب کو آؤ جمع ہو کر بیٹھے ہو احباب کیا تم میرے گرد	کیسے ہیں یہ سنگدل کیسا ہی یہ انکا طریق ظالمو ہم نے تمہارا یہ نیا دیکھا طریق حق جو پوچھو پشترالسا نہ تھا اسکا طریق مفت دینے اور لینے کا نہیں اچھا طریق کیا یہی ہے قبلہ عالم محبت کا طریق دل میں ہو تو دلربا ملنے کے ہیں صد ہا طریق فکر کر کے کچھ نکالو اس کے ملنے کا طریق
--	--

۵۱	کر رہا ہے دل ہمارا بوفانی ہم سے ہوش اسنے سیکھا اون سے مل کر یہ سب انکا طریق	۵
----	--	---

ردیف کاف عربی

کس طرح سے تم جاؤ گے اغیار کے گھر تک تیرے لب شیریں کے فرین خط ہے نمودار آتش کا زبانہ ہے زبان منہ میں الہی دل کھول کے روتا نہیں اندیشہ ہے محکو	ہے راہ میں پانی مرے اشکو لگا کر تک یا قافلہ مامور کی آمد ہے شکر تک سوزا سکانہ پنچے کہیں ہمد کے جگر تک پانی کہیں پنچے گافرش تو نکلی کر تک
---	---

۵۲	عبرت کی ہے جا ہوش کہ وہ زیر زمین ہیں طفلی میں رسائی تھی جنہیں دوش پرتک	۵
----	---	---

ردیف کاف فارسی

کچھ انوکھی آپ کی مڑگان ہیں لونگ عشق دندان مسی مالبیدہ میں	واہ کیا مرغوب یہ جانان ہیں لونگ دیکھ لو سودائی ہیں عربان ہیں لونگ
--	--

یاد مرگان سے ہوئی موقوف آہ	سچ ہے دافع باد کے جانان ہیں لونگ
لب ہے بسباسہ تو وہ دندان ہیں ہیل	موسے خطِ نارض تابان ہیں لونگ

۵۳	دافع دل بھی ہوش کا ہے گرد چوب	۷
	اگر مسمی بالیدہ وہ دندان ہیں لونگ	

ردیف لام

شہید و ن کے مزار و ن پر چڑھا گل نمائے کو گیا گل و ہمارا خیال خال حصار صنم نے مسمیٰ مین نہیں تاثیر اسما زیادہ کا ہش تن مین ہی رونق سرا پاگوشش کی صورت ہی لیکن	چراغ اولگا نکر باد صبا گل حبیب بحر ہر اک ہو گیا گل مرے سنیہ پہ کیا گل پر دیا گل کہان گل ہیل سے کئے اوکا گل اگر پسین تو ہے برگ خنا گل کہان سنتا ہے بلبل کی صدا گل
---	---

۵۴	نظر بازی ہے گل بازی سے بہتر نچا ہے ہوشش اے بلبل ترا گل	۹
----	---	---

ردیف میم

دل اپنا کسی بیت سے لگانے کے نہیں ہم پھولوں کو اگر دیکھیں تے یاد آتے ہیں وہ گال کیا ہاتھ سے جاتا رہا دل اپنا عزیز گردن ہے یہ حاضر گراے جان جہان آج کیا ایسی خطا کی جو دم و جج وہ ہم کو	یون مفت ہیں جان اپنی جلانے کے نہیں ہم لو سیر کو باغون مین بھی جانے کے نہیں ہم آنکھیں کسی دلبر سے اڑانے کے نہیں ہم جو کھٹ سے تری سر کو اٹھائیکے نہیں ہم کشتے ہیں کہ پانی بھی پلانے کے نہیں ہم
---	--

<p>سنہ پھیر لیا کرتے ہیں کچھ کہتے گراون سے گن گن کے دکھاتینگے قیامت میں خدا کو کہتے ہیں وہ یون دل کو مرے آگ لگا کر</p>	<p>بے درو کو حال اپنا سنائے کہ نہیں ہم داغون کو کلجے کے مٹانے کے نہیں ہم جلتا ہے تو جلنے دو بجھانے کے نہیں ہم</p>
<p>۵۵</p>	<p>شرما کے وہ کہتے ہیں نہ چھٹرو ہمیں اسے ہوش یون ہم کو ستاؤ گے تو آنے کے نہیں ہم</p>
<p>اے جان مجھ سے کسلے رہتے جدا ہو تم مرتے ہیں تم یہ ہم تمہیں پروا نہیں ہے کچھ کیا خوب کورے ہو گئے دل لیتے ہی مرا محشر بپا کرو گے جوانی میں اسے صنم دیکھو ہے میری آہ شر بارنا صحو مانند موج و بحر ہیں تم ہم ملے ہو</p>	<p>کچھ تو کہو کہ اتنے بھلا کیوں وفا ہو تم بے درو اس طرح سے بنے کیوں بھلا ہو تم واللہ بے وفا ہو بڑے بے وفا ہو تم اس کم سنی ہی میں یہ غضب یہ بلا ہو تم جل جاؤ گے یہاں سے چلو اب ہو ہو تم تم سے نہ ہم جدا ہیں نہ ہم سے جدا ہو تم</p>
<p>۵۶</p>	<p>عشوے سے مار کر ہے غضب ادا سکا پوچھنا اے ہوش کس کے کشتہ ناز و ادا ہو تم</p>
<p>دلی کہ بہت پی روغای اودارم چرا بسیر چمن بچو بلبلان بروم فتاد در نظرم پوسنی ز لہنا وار بہای یوسف من گنج مصر می نشند</p>	<p>بدگیری ند ہم از برای اودارم سینہ باغ ذ داغ جفا ی اودارم خیال عمیر جوان در ہوای اودارم ز نفت د جان غیزان بہای اودارم</p>
<p>۵۷</p>	<p>بجای قیس بصر الششتہ ام ای ہوش لگا بہانی وحشت سدا ی اودارم</p>
<p>رویف نون</p>	

رخسار آتشین ہے ترا آب تابابین
 تم گلبدن ہو جا کے نہاؤ گلابین
 شوخی سے کرتے پھرتے ہو جولا نیاں غضب
 فسخہ نہ پاؤ گے مرض عشق کا کبھی
 اس کم سنی پہ ٹویہ بلا کی بین شوخیان
 رخ پر شمار ہوں کہ ہوں زلفون پہ آپکی
 وہ ناز وہ کرشمہ کہ اللہ کی پناہ
 کیوں تم دل سیاہ بین غیر و نکلے جا ہو
 لاکھوں ٹپ ٹپ کے گزر جاتے جان
 الفت میں تیری ہو گئے دشمن ہر تمام

دیکھنا نہ میں نے شعلہ سوا اسکی آب میں
 ہم باد و کش ہیں غسل کریں گے شرابین
 کب ہاتھ آئے ہو جو تم آتے ہو خواب میں
 کیا ڈھونڈتے ہو روز طیبو کتاب میں
 کیا کیا غضب کر لگا تو ظالم شباب میں
 کیا حکم ہے جناب کا بندے کے باب میں
 ہوتا ہے اک غضب جو وہ آتا ہے خواب میں
 آسیب کا ہے خوف مکان خراب میں
 اچھا ہوا وہ چہرہ رہا جو نقاب میں
 پر یان بھی مجھ سے لڑتی ہیں آکے خواب میں

۹

محتاج ہے منیر کا یارب مجھے نہ کر
 ہے عرض ہوش کی یہی تیری جناب میں

۵۸

جلوہ گر خط ہے روئے زیبائین
 رخ نہیں گیسوے چلیا بین
 رکھتے کا فور میں ہیں قفل کو
 چشم تر میں ہے عکس خالون کا
 باز بنجیر کر کے جھکود ہنس
 اوسکار حنا راج دیکھوں گا
 حلقہ ماتم متیل نگاہ
 لب جان بخش پر ہے موئے خط

خضر بیٹھے ہیں دیکھو دریا میں
 ہے نہ نگی بچہ کلیا میں
 چاہتے تل رخ مصفا میں
 یا کنول بہہ رہے ہیں دریا میں
 دیکھ لوڑے بھی ہیں ترے پائین
 یوسف آئے نظر ہیں رویا میں
 ابھو دن سے ہوا ہے صحرا میں
 سونی ہے دامن سیجا میں

ہوش اوس قد سے دون جو میں شبیر

۵۹

شاخ کیا ہے نہ سال طوبی میں

۹

یوں سمندر بھی کہیں جلتا نہوگا آگ میں
 تختہ پھولوں کا کھلا ہے کرتا شاخ آگ میں
 جا رہا ہے دیکھتے نادان یہ کیسا آگ میں
 آگ ہے پانی میں اور پانی ہے گویا آگ میں
 نخل بالیدہ کسی نے یوں نہ دیکھا آگ میں
 کب روا ہے بے قصور وں کو جلانا آگ میں
 دیکھ جل کر خاک ہو گا جسم تیرا آگ میں
 دوڑو کوئی جل رہا ہے گھر ہمارا آگ میں

دل تپ فرقت سے رہتا ہے ہمارا آگ میں
 اشک آتش رنگ میں ٹکڑے جگر کے ہیں
 شعلہ رویوں پر ہوا ہے دل ہمارا مبتلا
 آتشیں چہرہ جو ڈوبا ہے پسینے میں ترا
 آہ کا جلوہ دل سوزائیں میرے عجیب
 آگ ہم پر تم نہو صاحب کہ بے تقصیر ہیں
 آہ آتش بار ہے ناصح یہاں سے بھاگ جا
 آتش غم نے لیا ہے گھیر دلوں کی بیک

۶۰

آتشیں عارض پہ اوسکے سبز خط ظاہر ہوا
 ہوشش طرفہ ماجرا ہے سبزہ نکلا آگ میں

۵

کب دل صد چاک کا اوسن لف میں تباہ نہیں
 کا ذبوں سے عاشق صادق کو یا مانہ نہیں
 سرو میں شمشاد میں رفتار ستا نہیں
 گیسوؤں کے دام میں اے مرغ دل دانہ نہیں

نشانہ جو رکھتا نہیں وہ یار دیوانہ نہیں
 اُس رخ روشن کا مفتوح کچھ نہ سمجھے صبح کو
 قامت رعنا سے تیرے ہم سری کیا کر سکیں
 خانہ زنجیر میں نفست کی گنجائش کون

۶۱

ہوشش دل سے کر خیال گیسوے جاننا نہ دور
 پالنا مارسیہ کا کار و نزار نہ نہیں

۷

یہ ایک سرو ہے اسکو ٹر نہیں تو نہیں
 نمک ہی دے مجھے ظالم شکر نہیں تو نہیں
 سنان نہیں تو نہیں گر سپر نہیں تو نہیں
 چمن اگر کوئی پیش نظر نہیں تو نہیں

ہماری آہ سحر میں اثر نہیں تو نہیں
 نہ بیٹھی بات نہ گالی نصیب ہوتی ہے
 ہے جنگ کوثرہ و خال رخ تجھے کافی
 ہمارے ہی دل پر داغ کی کرد گلگشت

<p>عزیز تملو یہ داغ جگر نہیں تو نہیں شکر نہیں تو نہیں نیشکر نہیں تو نہیں</p>	<p>کسی غریب کا بن جائیگا چاند مزار ہے کافی اوس لب شیرین قد کی یا مچھ</p>
<p>۵</p>	<p>۶۲ وہ نا توان ہوں کہ مورا اپنے گھر میں رکھتی ہیں جو ہوش سیری سکونت کو گھر نہیں تو نہیں</p>
<p>لگا ر طرفہ تاشا ہے آگ پانی میں ہوا جہان میں شہر ہے آگ پانی میں لگی یہ کیسی خدا یا ہے آگ پانی میں ہے پانی آگ میں گویا ہے آگ پانی میں</p>	<p>عرق میں سرخ ہر رخ ہے آگ پانی میں ملا جوا شک کے ساتھ اپنا خون گرم جگر وہ بولے دیکھ کر آئینہ میں رخ روشن جو آب و تاب میں رخسار آتشیں ہی ترا</p>
<p>۷</p>	<p>۶۳ وہ بولے کے پنجہ رنگین کو حوض میں اسے ہوش وہ شعلہ رو تو لگاتا ہے آگ پانی میں</p>
<p>یا یہ دو مار گنج تکتے ہیں تارے وقت سحر چھٹکتے ہیں خوشے انگور کے لٹکتے ہیں شعلے آتش کے ہیں بھڑکتے ہیں کفش پراؤسکی موتی تکتے ہیں پھول گلر زیتے تکتے ہیں</p>	<p>منہ پہ گیسو ترے لٹکتے ہیں گورے عارض پہ ہے عرق تیرے اشک آلودہ ہیں کمان مرگان کیا عجب ہوں وہ گرم وقت عتاب تو بھی گوہر فروروش ہوا ہے چشم منہ سے تیرے نکلتی ہیں باتین</p>
<p>۷</p>	<p>۶۴ بدگمانی کا ہو برا اسے ہوش اپنے سایہ سے وہ چمکتے ہیں</p>
<p>دونشاہوں میں ہم اک سحر جانتے ہیں سحر کا ہم اپنے سحر جانتے ہیں ہم ہنجم کو گرد و مست جانتے ہیں</p>	<p>نہیں زلفین رخسار پر جانتے ہیں اس آہ سحر اور داغ جگر کو بچر ق کے نہیں قطرے اس رخ کے اطراف</p>

نک جانتے ہیں سکر جانتے ہیں	نری گالیوں اور بوسے کو عاشق
ہنر مند قدر ہنر جانتے ہیں	ہنر سے ہے بینائی چشم باطن
اوسے دیدہ ور بے بصر جانتے ہیں	ہوا بہرہ ور جو نہ علم و ہنر سے

۶۵	نر الا طریقہ ہے ہوش ان بتونکا
۱۱	یہ ظالم ستم کو ہنر جانتے ہیں

سبارک حضرت دل جلوہ گر ہے یار پہلو میں	کھلا ہے اسکے رخ سے تختہ گلزار پہلو میں
نکے دور گر ہوں عاشقان زار پہلو میں	رہا کرتے ہیں اے گلغام گل کے خار پہلو میں
ذرا اگر خبر لیجے دوا کیجے وعا دیجے	جناب اس طرح کبت ل رہے ہمار پہلو میں
میں گھبرا یا بت شب کو سحر ہونیکے دہوکے	کھلی جب آنکھ تو دیکھا ترار خسار پہلو میں
ادا و ناز تیرے کیا شان تیغ سے کم ہیں	رہا کرتی ہے اے سفاک کیون تلوار پہلو میں
صنم رشک مسیحا اک زمانہ تم کو کہتا ہے	غضب ہے یوں ہمارا دل رہے ہمار پہلو میں
رہیگی بے گل میرے پسینے میں قیامت تک	اگر سو جائے وہ گل و مرے اکبار پہلو میں
زکرت نے یکھے سوتے ہیں جب وہ بشر گل	رگ گل اونکے چبھتی ہے بزنگ خار پہلو میں
نہیں معلوم دل کو لیکیا ہے کون کس جا	نظر آتا نہیں ہی مرا غمخوار پہلو میں
ہنسو بولونہ شرماء کہ وقت عیش و عشرت ہے	نہ بیٹھو سر جھکا کر اس طرح دلدار پہلو میں

۶۶	وہ دلکو باتوں باتوں میں اوڑا لیجا بگا اے ہوش
۹	عبث بیٹھا نہیں آکر بت عیار پہلو میں

دریچے میں عجب ناز و ادا سے تن کی بیٹھے ہیں	قیامت حسن خود ہی اس پر وہ بن ٹھہرے بیٹھے ہیں
ہوئی ہے ہاں میری قدر اُنکو بعد مرینکے	کہ وہ روتے ہو آگے مرے مفن کے بیٹھے ہیں
اگر اک آہ کھینچو گا مکان سارا جلا دوں گا	انہیں کہہ دو کہ جا کر گھر میں کیوں دشمن کے بیٹھے ہیں
نہا دھو کر جھگڑے سے برآمد ہیں دریچے میں	خدا کی شان پر رشک بری وہ بن کے بیٹھے ہیں

یہ جان کیوں دھونڈتی پھرتی ہیں حضرت دیکھ
قیامت ہی ادائیری ہیں آنکھیں سحر باتیں تھر
جو ذکر شاعریا مجھے دکھلا کے وہ بوسے
مجدد جب تیر پہلو تو خوش ہیں حضرت دل بھی

وہ چھپ کر گیسوں میں اس بیت پر فوج بیٹھے ہیں
ہماری جان کے تو سب یہ دشمن بن گئے بیٹھے ہیں
کہ دیکھو تو بڑے مشاق یہ اس فوج کے بیٹھے ہیں
نظر بازی کو اگر پاس اس روز کے بیٹھے ہیں

۶۷
بھار ہوتا ہے آنکھوں میں مری نقشہ آنکھیں کا خوش
وہ پھر کیوں منہ چھپا کر آسے چلنے کے بیٹھے ہیں

صورت اپنی یار دکھلاتا نہیں
دل میں آنے سے تجھے ہے کس کا ڈر
باغ سینہ داغ الفت سے ہوا
سنگدل ہو کیسے اللہ کی پناہ
دل کو لیکر کیا کھڑا انجان ہے
ہم پہ بے رحمی وہی تیری رہی

رک گیا ہے دم نکل جاتا نہیں
گھر ہے تیرا اس میں کیوں آتا نہیں
آکے یہاں کیوں دل وہ بدلاتا نہیں
مر رہا ہوں رسم کچھ آتا نہیں
دیکھو تو شوخی کہ شہر آتا نہیں
فاسخ کو مست بہر نکلتا نہیں

۶۸
ہو شش سے ایسی خطا کیا ہو گئی
پاس اپنے توجہ بلواتا نہیں

رولین داؤ

عارض اپنا دکھا رہے ہو
رخ سے پردہ اوٹھا رہے ہو
ابر و اپنی چٹ رہا رہے ہو
اتش دل میں لگا رہے ہو
لب سے لب کو ملا رہے ہو

شرآن ہکو پڑھا رہے ہو
جنت میں ہکو دکھا رہے ہو
تینہ ہیر اوٹھا رہے ہو
کعبہ کو تم جلا رہے ہو
تازی بر فی جہا رہے ہو

<p>دریا میں تم نہا رہے ہو لب کو عیسیٰ بنا رہے ہو عروشِ اعظم پہ جا رہے ہو</p>	<p>اس چشمِ ترین اُتر رہے ہو مردے تم سے اٹھا رہے ہو دل میں مسکرتے رہے ہو</p>
۵	<p>۶۹ رنگین مطلع سنا کے اے ہوش اک عالم کو لٹا رہے ہو</p>
<p>جنگ کرنے کے لئے ہے اک سپر تلوار دو بے تکلف صبح اک ہے شام ہیں آوار دو ہے جبین پر تشقہ اک اور دوش پر زنا دو غنیہ سربستہ اک ہے اور گل گلزار دو</p>	<p>خال تیرا کب ہے اک اور ابرو سے خمدار دو ایک چہرہ آپ کا اور طرہ طرار دو آستانِ سائی کا نقش اور اپنے دو تارِ شرک اُس دہان و گوش کو کہتا ہے عالم دیکھ کر</p>
۱۱	<p>۷ کس طرح زلفون سے ہو رخِ تک رسائی ہوش کو گنج تو یہ ایک ہے بیٹھے ہیں اوس پر مار دو</p>
<p>نہ ہمو اتنا ستا کے دیکھو نہ اس قدر دل جلا کے دیکھو کتاب کوئی اوٹھا کے دیکھو نتیجے کیا ہیں جفا کے دیکھو تڑپتے دیکھو گے خلق ہر جا ہو رقصِ بسمل کا اک تماشا تمہارا دل بھی بہت لگیگا ذرا تو ابرو ہلا کے دیکھو وہ جانِ فشان ہوں وہ با وفا ہوں اوٹھاؤ بیخاؤ سرِ حمیکاؤں لگاؤ خنجر تو میں دعاؤں اگر ہے شکِ زما کو دیکھو سکانِ نہایت یہ خوشما ہے فضا بہت ہی یہ جانفزا ہے تمہاری یہ دل لگی کی جا ہے ہمارے دل میں تم کو دیکھو فرشتہ یا حورِ پاری ہو بچاؤ گے ناچ تم سبوں کو صداقت اسکی جو چاہتے ہو نقابِ منہ سے اوٹھاؤ دیکھو</p>	

زمین پہ کوئی ٹوٹ رہا ہے کسی کا دم لب پہ آگیا ہے
 جہان میں محشر بپا ہوا ہے تماشے بانگی ادا کے دیکھو
 تمہارا جانا باز مر رہا ہے تمہارا ہی دم وہ بھر رہا ہے
 زمانہ افسوس کر رہا ہے جو اس میں شک ہی تو اے کے دیکھو
 جسے سمجھتے تھے ہم ہے بھولا بلا کا فتان وہ تو نکلا
 چلا ہے انجان ہو کے کیسا بغل میں دل کو دبا کے دیکھو
 مرا تو م آگیا ہے لب تک نہیں خبر کچھ نہیں ہے اب تک
 رہیگی شرم و حیا یہ کب تک ذرا تو گھونٹ اٹھا کے دیکھو
 نہ ٹک چھوڑینگے یوں ہی اصلا کرینگے بوسوں سے لال چہرہ
 سنا یہ پاؤ گے ہم سے قبلہ ہمارے دل کو چرا کے دیکھو

۵	یہی تمہاری ہے گر تمنا ہمیں سے جنت کا ہو نظارا تو اونکے اے ہوش رخ کا نقشہ تم اپنے دل میں جما دیکھو	۶۱
جاری کبھی زبان پہ میں اور تو نہو دیکھو کہ راز عشق کہیں کو بکو نہو جب تک مرا حبیب مرے روبرو نہو کیونکر وہ پائے جس کو تری جستجو نہو	یوں حق میں ہوتا کہ دوئی روبرو نہو کہتے ہیں اشکباری عری دیکھ کر وہ نہو آجائے گرا جل بھی نہ دون گامین جانکو ہر چند تو سیرنگی ہے شہرگ سے بھی تر نہو	
۹	اپنے سے اوس کو کر کے جدا ہے ستم بڑا پرساں حال ہوش جو ایجان تو نہو	۶۲
گھونٹ کو ادا ٹھا دو تجھے چہرے کو دکھا دو اے جان ذرا ناز سے ہونٹوں کو ہلا دو رورو کے مرا حال ذرا اداں کو سنا دو	کسو اٹے شرماتے ہو گھونٹ کو ادا ٹھا دو دو باتیں کرو پیار کی اور ہم کو ہنسا دو آہنگا او نہیں رجم تو آجائے یگانہ تک	

یون ہوتے رہیں گے جو ان نگہوں کے احسا مسی کی اداسٹ میں غضب پانکی سخی کیا شک ہے اگر اونگو پریرا دین جانوں ہونٹوں پہ مری جان پہیمان آکے تو دیکھو یوسف کی طرح خواب میں آئے ہونظر تم	ہو جائیگا لاکھوں ہی کا خون اونکو بتا دو ہے لطف مجھے بوسہ جو ہونٹوں کا ذرا دو اس حس کا انسان کوئی ہو تو دکھا دو ہاتھوں سے تم اپنے مجھے تڑپتا دو رہتے ہو کہاں نام ہے کیا انسا بتا دو
---	--

۴۴	کیا ہوش تڑپتا ہے جدائی میں خبر لو یہ کہکے اونہیں دوستو آنسو کو بہا دو	۹
----	--	---

سبکے نودل کو اوڑائے ہوئے ہو بہت ابرو اپنی چڑھائے ہوئے ہو لگے گی نہیں چوٹ مجھ کو نہ مارو ہے کیا شرم باتیں کرو ہنستے ہنستے ارادہ ہے کس کس کے شبنون کا صبا ہے پر یون کا ڈر بام پر تم نجاؤ ہوا میں جو غش خال پر تو وہ بولے مرے دل کو لیکر نہ دو مجھ کو دھوکا	بہت آنکھیں اپنی چڑھائے ہوئے ہو یہ تم تیرے کپڑے اوٹھائے ہوئے ہو رگ و پے میں میری سما گئے ہوئے ہو دوپٹہ میں کیوں نہ چھپائے ہوئے ہو مسی سرخ لب پر جمائے ہوئے ہو کہ ہیں بال کچے نہائے ہوئے ہو بہت آج انشیون کھائے ہوئے ہو اُسے گیسوؤں میں چھپائے ہوئے ہو
---	---

۴۵	بہت بیقرار رہے ہونظر ہوش کسی سے مگر دل لگائے ہوئے ہو	۵
----	---	---

سنگ زیر سر گذار د عاشق مسکین او گشت ای فرہاد شیر بنت بہ محبوبم بین جو ہر آئینہ و آئینہ بناید بہم خوش نویس ماز نیزنگ جہان غافل بود	زانوی نرم صنم گا ہی لشد بالین او جان شیرین مردہ را بخشد لب شیرین او سینہ صاف من و یاد رخ پر چین او خندہ دندان نمازان می نماید سین او
--	---

شیشہ صد و عدد را بشکست از سنگ خلافت
آن بُت کافر کہ ثابت ہوش شد بر دین او

۷۵

رویف ہامی ہوز

۵

مرا پر خون دل اور آہ سحر ہے ماجرا طرف
تمہارا آج ہے چہرہ عرق آلودہ گرمی سے
سحاب چشم نے میرے مگر بہ لی سے طرازی
نہال قامت جانان میں یہ سیب فتن کیسا
اگلا آتش کدہ سے یہ شجر ہے ماجرا طرف
خور و انجم ملے ہیں یکدگر ہے ماجرا طرف
برستے لعل ہیں جاے گہر ہے ماجرا طرف
ہوا شمشاد میں پیدا شجر ہے ماجرا طرف

۷۶

خمر غیر شجر ہوئے نہیں پیدا اگر اسے ہوش
ہوئے ہیں داغ میرے سینہ پر ہے ماجرا طرف

۷

کیا سچ رہا ہے تجکو اسے دل باد و پٹ
آؤ غم نریز و آؤ محکو ذرا بچا لو
ہو جاے اک پکار اجت سے حور آئی
مٹھرو صنم ذرا تو ہونے دو محکو صدقے
بوٹے سے قد پر تیرے اسے غیرت حسینا
کیا لطف دے رہا ہے اسے بھوکے منہ سے کہنا
لاکھوں کی لیگا جانیں اک دن ترا دوپٹ
دل لیچا ہے میرا وہ خوش نما دوپٹ
لنگے جو اوڑ کر تو اسے جان ہر دوپٹ
کھٹب جا رہا ہے دلیں یہ خوش نما دوپٹ
کیا زیب دے رہا ہے وہ بے بہا دوپٹ
نکو قسم ہے سر کی چھوڑ و مراد دوپٹ

۷۷

ہے آشنا قدیمی تیرا تو ہوش ارجان
اس سے چھپا نہ منہ کو سر کا ذرا دوپٹ

۹

رویف یامی تختانی

روے جانان اور ہے روے حسنین اور
نظم قرآن اور ہے نظم گلستان اور ہے

<p>اُسکے کاٹے سے تو اس کے گھسے چڑھ جائے زہر وہ ہی دودن قطرہ افشان ہے، دایم خون فشان اُسکے پکتے سے تو اس کے دیکھے سے لذت اس کے اک دو آدمی جلیجائیں اس سے دو جہان اس میں ہے رفتار وہ محروم ہے رفتار ایک حربا اُسکا عاشق اس کے ہن جن و شیر دار سے اُسکے توجہش سے ہوا سکی قتل خلوت</p>	<p>بار بچان اور ہے گیسو بچان اور ہے تار باران اور ہے یہ موئے مہرگان اور ہے سبب بستان اور ہے سبب زخمیان اور ہے برق تابان اور ہے یہ آہ سوزان اور ہے قد جانان اور ہے سرو گلستان اور ہے ردے تابان اور ہے مہر و خشتان اور ہے تیغ بران اور ہے ابروے جانان اور ہے</p>
--	--

۷۸	<p>اوسکو منحوس اس کو کہتے ہیں غم مقصود کا ہوش کیوان اور ہے خال حسبان اور ہے</p>
----	--

<p>گورے عارض پر عرق لانے لگے خط پہ گیسو آپ کے آنے لگے اُس دہن کا وہ بیان فرمانے لگے آبلون میں خار دہس جانے لگے خال رخ پر موئے خط آنے لگے اشک دامن تک مگر آنے لگے صاف دل میں سیر کیا آنے لگے وہ رخ و گوش اپنے دکھلانے لگے آتشین رخ پر عرق لانے لگے کشتہ خط کا ترے کیا ہے نصیب نکس ابرو آئینہ میں جب پڑا خال میں گیسو سے باہم اس طرح</p>	<p>آپ تارے دن کو چھٹکانے لگے سانپ دوسری میں لہرانے لگے حضرت دل لاکھان جانے لگے ہم سے ننگے پیر ہن پانے لگے زناغ کے بچے پر اب لانے لگے طفل سرکش پاؤں پھیلانے لگے آپ تو اب عیش پر جانے لگے یہ سمن یہ گل ہے فرمانے لگے آپ میں وہ آگ دکھلانے لگے خضر آکر اوس کو نہلانے لگے بچھو بچھو کہہ کے دکھلانے لگے دام سے ہون حب طرح دانے لگے</p>
---	--

۷۹	دیدہ تر اس قدر ہے اشکبار لوگ سب اے ہوش بہ جانے لگے	۷
سر و گلشن چاہتے ہوں نہ لالہ چاہتے پھٹک رہا ہے سینہ آہ سر و گھینچا چاہتے جا کے کوئے مشک مویان بکارا چاہتے نار میں اشکو نیکے ہن تخت جگر کے گل گندے عشق میں چشم و لب شیریں کے ہون میں ناتوان یاد میں اس سرخ لب کے جان اب یہ چین ہے	قد بال لا چاہتے وہ روئے زیبا چاہتے ہمد مو ٹھنڈی ہوا ہنس گام گرما چاہتے لے دل صد چاک میرا جسکو نشانہ چاہتے بیچتا ہوں لو اگر بھولوں کا گھبرا چاہتے جان من بادل کا منجھو حیرا چاہتے واسطے تسکین کے سرخاب پالا چاہتے	
۸۰	دیکھتے ہیں لوگ مزار آن دیکھ کر ماہ رجب ہوش کو وہ مصحفی چہرہ دکھانا چاہتے	۹
جان ہماری چاہتے یا دل ہمارا چاہتے اوس لب شیریں کا بوسہ ہو گیا بارے نصیب بے ادب گل ہیں کہ اس گلرو کے آگے نہ ہتے بیچتے ہیں دل کو ہم قیمت ہی اسکی اک دا عاشق لاغوبھی تنکا سا پڑا ہو گا یہیں یا و خط کو اس دل مضطرب میں لانا ہی ضرور روٹھے کیوں ہوں لکے دینے میں مجھے کیا غور اندون شہرہ کسی کے ہر لب جان بخش کا	حکم ہوا ان میں سے ایجان آپ کو کیا چاہتے حضرت دل ہاں مٹھائی آج بانٹا چاہتے اے صبا ان کو طمانچے خوب مارا چاہتے ہے یہ ارزان لو اگر نگو دلا ترا چاہتے دیکھ کر اچھی طرح سے فرش جھاڑا چاہتے ایسے پارے کو اسی بولی سے مارا چاہتے تو ابھی لکھ دوں اگر مت کو چپکا چاہتے کیا فلک سے آئے عیسیٰ جا کے دیکھا چاہتے	
۸۱	دل کو لیکر ہوش کے بولا وہ طفل نازنین ہے کھلونا طرفہ اس سے روز کھیلا چاہتے	۷
غیر تو کیا اپنی آنکھوں سے چھپانا چاہتے	کر کے آنکھیں بند نچو دل میں لانا چاہتے	

<p>یہ بھی اُس شیریں دین سے ہمسر کر لگا کوچہ دلکش مین تو مین اچکا عارض دکھاؤ میرے دل کی تاک مین مین سب میناں جہاں بیٹھے بیٹھے سیر حبت کی اگر منتظر ہے باندہ ابدل گیسو مشکین جانان کا خیال</p>	<p>نیشکر کی پوری پوری کو اوڑانا چاہئے طلد دیکھا حور کو اسے جان دکھانا چاہئے اسکو لیجا کر کہاں یارب چھپانا چاہئے دل مین اُس چہرے کے نقشہ کو جمانا چاہئے اس حبش کے ملک کو قبضہ مین لانا چاہئے</p>
<p>۸۲</p>	<p>ہو رہی ہے سب حسنین مین ہی تجویر روز کر کے کچھ فن ہوش کے دلو اوڑانا چاہئے</p>
<p>تیری بہار حسن نہ گل کی پھن مین ہی اترا نہ قاتل اپنے تو گل گون لباس پہ حضرت بلال اترے کو مین مین غسل کو فانوس کو ہے رشک تو حضرت شمع کو خط کا حصار چاہئے روئے نگار کو آرام دل کا عالم وحدت مین ہے یقین ہوتی ہے خود غلط سے بھی دنیا مین رہبری یکجا ہے عاشق لب و گیسو کو کب قرار سرخ ز لخت دل کی بدخشان کے لعل مین گلشن مین جا کے دیکھے بھلا کیا یہ دل نگار</p>	<p>نادان ہی عند لب جو رہتی چمن مین ہے تیرا شہید ناز بھی رنگین کفن مین ہے خال سیاہ کب ترے چاہ و فن مین ہے اندام یار شعلہ بدن پ رہن مین ہے ہالے مین ماہتاب تو سورج کرن مین ہے جو کشمکش ہے حضرت من ماو من مین ہے نور چراغ گرد ہے ظلمت لگن مین ہے دن کو مین مین ہی تو وہ شب کو ختن مین ہے اشکون کی آب تاب نہ در عدن مین ہے عارض کی طرح ترے نہ اک گل چمن مین ہے</p>
<p>۸۳</p>	<p>اشعار ہوش سننے جو ہوش ہے جہان نقشہ بھرا ہوا مگر اس کے سخن مین ہے</p>
<p>نشب سیاہ کی مانند زلف مشکین ہے خدا لگا کے نجا باغ مین کہے نہ کوئی</p>	<p>جب مین ہے مہ عرق ہو یار پروین ہے سبکے خون سے آلودہ رست گلچین ہے</p>

تمہارے وحشی گوہر گزنین ہی جا لگا خوف	نظر جو شیر بھی آئے تو شیر قالین ہے
تمہارے ہجر میں ہوں شکل موج دریا میں	قرار اوس کو نہیں ہے نہ جگہ تسکین ہے
کیسے حال کی پروا نہیں ہے سرکش کو	ندیکھے شمع لگن کی طرے کہ خود بہر ہے
کیا ہے قتل نہ اجانے آج کس کس کو	نہیں خناسے ترا ہاتھ خون سے رنگین ہے

۸۴	نہیں ہے رنج کی سختی کا ہوش کو کچھ خوف	۵
	تمہارے گوہر دندان کی یادیں ہیں	

کس حلقہ کیسو سے مری آفکھ لڑی ہے	زنجیر جنوں کی مرے پاؤں میں پڑی ہے
چھلے سے ترے ہاتھ کے گل کھائے ہیں	گویا تن لاغر مرا بھولوں کی چھڑی ہے
شکوہ کی سفیدی میں تن زرد کی صورت	تصویر طلائی ہے کہ چاندی میں جڑی ہے
کس بوئے سے قد کی ہے اسے حسرت دیدار	جلتی ہوئی روتی ہوئی جو شمع کھڑی ہے

۸۵	اے ہوش ہمارے ہیں یہ شیخونکے آثار	۶
	فائل کے لب سرخ پہ مستی کی دھڑکی	

جہان رفتار تیری دیکھا اے یار حیران ہے	کہ ہے یہ کچھ عجائب سرور جانب خرامان ہے
نظر کر کے ترے کیسو میں جاوہر و گردش کا	میں حیران ہوں کہ وقت شب طلع صبر رخشان ہے
بتا ہی کا ملونکے حال ہی سے ہوتی ہر لاحق	نظر کیے فلک پر بدر کوہر آن نقصان ہے
کسبے بھی نکلے آگ سے دیکھا ہے پانی کو	عرق آلودہ پھر کیوں آتش بن خسار جانان ہے
عجب کیا ہی ہماری خاک سے سہریلے آگنے کا	کہ اُس میں کشتہ خطا کی کیسے لاش پنهان ہے
نہایت ہی مطیع ہوش اب تو وہ بت پر فن	کیا پتھر کو موم اسنے عجب استاد دوران ہے

۸۶	چمن میں ہم نے جا کر ہر طرف دیکھا مگر اسے ہوش	۷
	رخ و خط کی طرح اون کے نہ لالہ ہے نہ ریحان ہے	

دستہ میں وہ اپنی عوض گل کے کاشکے	مگڑوں کو رکھتے میرے دل پاش پاش کے
----------------------------------	-----------------------------------

<p>خال سیاہ پر نہیں گیسو یہ جلوہ گر کب ہے تھارے دام تو نہ مہی لگی ہوئی روئے طلائی رنگ میں شیریں میں لب ابرو کو کس نے چھپڑا جو شمشیر کی علم گالی سے تری کیوں نہ وہ دلیں مگر خلش</p>	<p>واللیل صاف ثبت ہے دانے پہ لاش کے الماس میں جڑے ہیں تین سلیم تراش کے طشت زرین میں ٹکڑے ہیں برنی کی فاش اے آفتاب حسن ہو تم کس قماش کے شاکی طیب بھی ہیں نمک کی خراش کے</p>
<p>۸۷</p>	<p>کشتہ پڑا ہے سبز خطر رخ کا کس کے ہوش طاؤس بھر رہے ہیں جو اطراف لاش کے</p>
<p>تیرے گیسوے دامو دے گوہر توڑے اشک کی موج سے ہاں سید سکندر توڑے خوبرو گر چہ گرے رتہ سے موت ہم وہی نہ ستا و نچے یہ دل شکنی خوب نہیں</p>	<p>یابہ مہ روہین شب تار میں اختر توڑے سید سکندر تو کیا گند اخضر توڑے سر پہ رکھتے ہیں کسی شاخ سے گل گر توڑے ظالمو دیکھو خدا کا نہ کہیں گھر توڑے</p>
<p>۸۸</p>	<p>ہوش اک دل ہے مرا فوج ہے غم کی بچہ کیا کرے ایک بھلا جس یہ کہ لشکر توڑے</p>
<p>بس ہے ابرو بیخ دستی اسی مگر بھنکے اس دل صد جاک کو کر کے معطر بھنکے یہ تن لاغر جو دیکھا فرش پہ او سنے کتا کشتہ رخسار ہوں جان تسلی کے لئے</p>	<p>مثل کو میرے مڑہ کافی ہے خیر بھنکے سو نکھنے کو طرہ گل کا پیش دہر بھنکے ادھی تنکا پڑا ہے یہاں لٹھا کر بھنکے جانے جاتے قبر پر گلہائے اہم بھنکے</p>
<p>۸۹</p>	<p>وہ بھی دیکھیں لوٹنا لوٹن کیو تر کا ترے ہوش تو اپنا دل مضطر زمین پر بھنکے</p>
<p>چشم ز گسلف سنبل سرفقد یار ہے سین دندان صا ویدہ لام گیسو قد الف</p>	<p>سبزہ خط منچہ دہن عارض گل گلزار ہے بلے ہے وہ لب یارے معکوس ابرو و خمدار ہے</p>

ابر و بسم اللہ دندان سورہ ہی یلین کا ہے ہلال ابرو عرق پروین حل خال سیاہ	زلف ہے واللہ قمر آن اپکار خسار ہے مہ جبین خورشید تابان عارضہ لدار ہے
۹۰	اشک غنیم آبلہ انگور سرواے ہوشش آہ سینہ پرواغ اپنا تختہ گلزار ہے
لوگ کہتے ہیں جسکو پارا ہے زلف میں دیکھو رخ تمنا ہے زیر ابرو ہے داغ چچک کب شعلہ آہ اوج پر ہے مرا	دل بیتاب وہ ہمارا ہے شب کو خورشید آشکارا ہے برج عقرب میں کوئی تارا ہے یا ہوا پر روان غبارا ہے
۹۱	لاشعہ ہوش پر یہ ہے ماتم کس نے ایسا جوان مارا ہے
کیون نہ دیدار کرے رشک چمن شاد مجھے کبھی سنبل سے لپٹا ہوں کبھی سرو میں چشم ہے سادہ تری ایک توئل دوسرے پر گل چڑھا دے مری تربت پہ لگا دے سنبہ	گل ہے رخ غنچہ دہن قد ترا تمنا و مجھے زلف و قد آپکے آجائے ہیں جب یا مجھے ورس کے واسطے اک صدا اک نفا د مجھے عارض و خطر ترے آتے ہیں بہت یا مجھے
۹۲	بکر کوزے میں بھرا میں نے نہیں چشم میں رشک ہوش کیونکر نہ کہا چاہئے اوستاد مجھے
چمن میں جاؤں تو وہ یار مجھ کو یاد آتا ہے کبھی تو آ کے تربت پر چڑھاؤ چادر گل کو چمن میں باغبان جانے دے تا سنبل کو دیکھیں کروں کیا ناتوانی سے نہیں اٹھتا ہی ہاتھ اپنا	نظر کرنے سے گل خسار مجھ کو یاد آتا ہے تمہارا چہرہ اسے دلدار مجھ کو یاد آتا ہے سیکا طرہ طرار مجھ کو یاد آتا ہے گریبان کا مرے جوتا مجھ کو یاد آتا ہے
	کمان ہے ہوش و مار کر قیبون سے وہ کہتے ہیں

۹۳	کہ بیچارہ بہت ہر بار مجھ کو یاد آتا ہے	۵
اشنا بولانا ہنس کوئی بھی افسوس ہے	نالا جانکاہ میرا اک صداے کو سن ہے	
یہاں خیال حال میں کیا گل پہ گل کھاتی ہیں ہم	وہاں تن نازک پہ اونکے نیلگون بلبوس ہے	
آپ بھی تو دیکھتے اسکاتما شا ایک روز	داغ ہر اک میرے دل کا حشر طاؤس ہے	
شیخ جی کے جبہ و دستار سے بچکر نکل	مگر کی پگڑی ہے خر قہ خر قہ سالوس ہے	
۹۴	ہوش سے حال فروغ خانہ تن کچھ نہ پوچھ	۵
سمع ہے داغ جگر سینہ مرا فالوس ہے		
نہ سمجھنا کہ جگر جلتا ہے	ترے دلسوز کا گھر جلتا ہے	
مہر جلتا ہے اگر چار پہر	داغ دل آٹھ پہر جلتا ہے	
سوزش اشک سے کیا چشم کو خوف	گرم پانی سے بھی گھر جلتا ہے	
شمع سے کم نہیں دل کی حالت	وہ او دہر تو یہ ادھر جلتا ہے	
۹۵	کس طرح ضبط کروں آہ کو ہوش	۵
جان جلتی ہے جگر جلتا ہے		
دل مراقبہ تری زلف گرہ گیر میں ہے	آہ جو مولنس جان کھا وہی زنجیر میں ہے	
بلکے تدبیر کرو کچھ بھی نہ حاصل ہو گا	وہ کبھی ٹل نہیں سکتا ہے جو تقدیر میں ہے	
مردے قبروں سے نکلتے ہیں زمین چیر کے آج	لب مرے رشک مسیحا کا جو تقریر میں ہے	
دل نالان کے تو نالوں کو ذرا اگر سن	سوزس درجہ کہاں تیری مزا میر میں ہے	
۹۶	بس نہ تھی فکر دہن ملک عدم جانے کو	۵
ہوش مضمون مگر کی جو تو تحریر میں ہے		
فلک کو خبر تو مگر بے خبر ہے	مرا داغ دل رشک سمس فر ہے	
چلے آئے شوق سے دل میں میر	میں ہوں آپکا او یہ آپ ہی کا گھر ہے	

<p>مگر نہد جانان سے ہوتا ہے دہوکا تری جستجو میں ہے آوارہ عالم</p>	<p>قد اوس کا صنوبر ہے یا نیشکر ہے کوئی کو بکوبے کوئی دریدر ہے</p>
<p>۹۷</p>	<p>کیا اوسنے اشکون کے دریا میں سکن نہ پوچھو کہ گھر ہوش کا اب کدہ ہے</p>
<p>وہ نہیں ہم کہ کریں منہ سے شکایت تیری دل لیا مال لیا جان لی مہری تو نے مل لے اے دل کہ تو اب ہم سے جدا ہوتا زیر شمشیر بھی ہم تجکو عادیے ہیں روز محشر جو خدا پوچھگا کیا ہے فریاد وہ فرہ ہے ترے ہا تو غین کہ بسمل بولے چھپے اوس زلف میں کرتا ہی تو خسا کو یا ایک آفت ہے قیامت ہے شمر لو تو داع الفت سے ہے پر نور مرا خانہ دل زرد رخ دیدہ تر میرے کہے دیتے ہیں</p>	<p>سربھی کالے تو کہینگے ہی عنایت تیری اے شمر ا بھی بھرتی نہیں بیت تیری اونکا اک بوسہ لب ٹھیری ہی قیمت تیری کس قدر دیکھ ہے دل سے ہمیں الفت تیری ہم تو چپ دیکھتے رہا تینکے صورت تیری وار اک اور بھی ہو تو ہے عنایت تیری اے دل غمزدہ اللہ سے حکمت تیری تیری آنکھوں ہی سے ظاہر ہے ثرات تیری شمع سے کمد و نہیں مجکو ضرورت تیری کیا چھپاے سے کہیں چھپی ہی الفت تیری</p>
<p>۹۸</p>	<p>کیا ملا اوس بت پر فن کی محبت میں ہوش دل گیا مفت میں غارت ہوئی دولت تیری</p>
<p>پر وہ اکٹھ کر جو نظر آئیگی صورت تیری جو ہو بیمار محبت وہ کہیں بچتا ہے جان جانے کا تو غم مجکو نہیں ہے ایسا جان کی تاک میں پھرتی ہی اجل شام ہے یہ اخلاص فقط دل کے اور انیکے لئے</p>	<p>حور و غلمان کو بھی ٹرپا بیگی شہرت تیری یہاں فلاطون نہ چلیگی کہی حکمت تیری لے نہ ایمان مرا تو ہے عنایت تیری غمزہ یار چلی دیکھ امانت تیری جانتا ہوں بت عیار میں حکمت تیری</p>

دلبرون مجھے ایدل بن چھپاؤں کبتک	مجھ سے اب ہونہیں سکنی ہی حفاظت تیری
گالیاں دینے کو آتے ہیں وہ اب تو ہر روز	عاشق زار ہے کیا اوج پہ شمت تیری
قبر پر اہل دول کے کوئی جا کر پوچھے	وہ حکومت ہی کہاں تیری وہ دولت تیری

۹۹	گرچہ ہے عقل محسوس مگر اوج کے آگے	۹
	جانی رہتی ہے کدھر ہوش فراست تیری	

قد ہے بوٹا آنکھ رسیلی بھولی بھولی صورت ہے
اس پہ غضب وہ بانگی ادا ہے ترچھی نظراک آفت ہے

پر وہ اوٹھانا جلوہ دکھانا چھپ جانا پھر پردے میں
شوق ہمارا کرتے ہو دو نا یہ بھی تمہاری حکمت ہے

وہ ہے نزاکت بار نظر سے تن سے پسینا جاری ہو
سنگ بنا ہے اس پہ کلیجا آپ کا کیونکر حیرت ہے

دیکھتے ہی وہ نور کا چہرہ آتا ہے غش مجھ کو صنم
گنتے ہونا حق میخواروں میں کیسی یہ مجھ پر شمت ہے

توڑتے کیوں ہیں آپ مرادل سوچ تو لیجے پہلے ذرا
آپ ہی کا قبلہ عالم یہ بھی مکان خلوت ہے

کرنگ بھوکا آنکھ نشیلی سب سے نرالی چال تیری
اس پہ قیامت اے مرے دلبر چاند سی تیری صورت ہے

سر پر طرہ ہاتھ میں گجرہ ہار گلے میں پھولوں کا
بیٹھے ہیں وہ کس ناز و ادا سے دیکھو خدا کی قدرت ہے

اتش غم سے تیرے مجھ پر فتنہ رانی ٹوٹ پڑا
جل کر دل تو را کھ ہوا اب جسم کی آئی نوبت ہے

۱۰۰	<p>دم ہے لبون پر ہوشش کا دلبر تم کو نہیں ہے کچھ بھی خبر منصف ہو کر تم ہی کہو کیا نام اسی کا الفت ہے</p>	۷
<p>دل بیچتے ہیں جان بھی ہم کیوں نہیں لیتے صورت تو کہیں دیکھ لوں لپھر کے تمہاری تکرار رہے دل کے چکانے میں یہ کہتک بہر جڑ بنے لگے ہیں یہ بہت ابہر کے ٹکڑے ہے ایک نگاہ اس دل پر داغ کی میت گر ہاتھ لگا زلف کو اتنے نہ ہو برہم</p>	<p>اک بوسہ لب دیکے صنم کیوں نہیں لیتے کہدو ملک الموت سے دم کیوں نہیں لیتے صاحب سے بدام و دم کیوں نہیں لیتے تم انکی خبر دیدہ نم کیوں نہیں لیتے تم مول یہ گلزار ارم کیوں نہیں لیتے ہم اب سے نہ چھڑنیے قسم کیوں نہیں لیتے</p>	
۱۰۱	<p>کھلجائے گلاب حال ہوس بازون کا اے ہوش وہ ہاتھ میں شمشیر دو دم کیوں نہیں لیتے</p>	۷
<p>جلانا دل کو بیکس کے برا ہے جسے دیکھو تجھی پر مر رہا ہے مقدر پر مرے روینگی جا ہے جو ہم کو تم نہ پوچھو تو نہ پوچھو مرا دل کھار ہا ہے داغ پر داغ نہ دوریج اس دل بیکس کو ناحق</p>	<p>یہ وہ گھر ہے مکین جسکا خدا ہے غضب ظالم تری بانگی ادا ہے کہ مجھ سے دلربا میرا خفا ہے خدا ہے ہم غریبون کا خدا ہے محبت میں تری یہ پھل ملا ہے ستانا بے قصور دن کا خطا ہے</p>	۷
۱۰۲	<p>غنیمت جان دم کو ہوشش کے اب یہی دل سوز پترا اک رہا ہے</p>	۷
<p>تمہارے حسن کا پیر چا فلک پر بھی نہایت ہے اُتر کر کیوں فلک سے آ رہے ہیں حضرت عیسیٰ بُری محبت سے ماتی ہے اگر ملتی ہی گالی بھی</p>	<p>تمہیں کرنیکو نظارہ رستی حور جنت ہے کہان صحت وہ بات ہے جو بیمار محبت ہے کرین وہ ہنس کے کچھ باتیں کب السی ہی قسم ہے</p>	

ہوا اٹھا ہوں لاغر گئے ہیں استخوان بانی	سگان کو سے جانان لو تمہاری آج دعوت ہے
حسین جتنے ہیں نیری گالیان کھانیکو آئین	عجب ترے دہن میں اے مرد لبر حلاوت ہے
بتان سنگدل ہیں یہ کمان آتا ہے رحم انکو	خدا کے بندوں کو پامال کرنا انکی عادت ہے

۱۰۳	بہت روکھے رہے بلجاسیے اب ہوش سے اگر	۱۳
	کمان کا غصہ یہ صاحب کدھر کی یہ کدورت ہے	

کرتی ہے غضب یوں تو بہت شوخی نظر کی	لیتی ہے مگر جان پکے نیری کمر کی
جل ہی گئے آتش سے جدائی کی یہ دگر	لی تم نے خبر آہ نہ دل کی نہ جسک کی
حسنت سے نظارے کو نکل آئی ہیں خورنا	لکلی ہے سواری جو مرے رشک قمر کی
چھڑ کاوترے صحن میں آنسو سے مرے	کچھ قدر نہیں تجکو مگر دیدہ تر کی
نظر و نئے ظالقی کے چھپاتے ہیں وہ خود کو	تازک ہیں نہیں تاب انہیں بار نظر کی
اوس زلف کی پھیلی ہو محک جیسے جہانیں	کچھ قدر نہیں مشک کی خنبر کی اگر کی
چوٹی تو بہت بڑھتی چلی جاتی ہے ہر روز	کھا جائے نہ بل لیجے خبر اپنی کمر کی
آتی ہے بہت یاد تری زلف معبر	تربت پہ مری لا کے جلاتی اگر کی
چنچل یہ کسی وقت کسی جائے تو ٹھہرے	بجلی سے زیادہ ہے تری شوخی نظر کی
حاضر ہے یہ دل کسلے رہتے نہیں اس میں	ماحق مرے صاحبے تلاش آپ کو گھر کی
وہ دیدہ غضب باز غضب بات غضب ہے	ان سب میں غضب ہی تو تراکت ہو کمر کی
کھرو لو فوراً قد یہ مندا ہونے دو دل کو	لینے دو بلا میں مجھے اُس زلف کی سر کی

۱۰۴	روکھے نہ ہو ہوش سے بلجا و جلو او	۱۵
	یہ غصہ کمان کا یہ کدورت ہے کدھر کی	

سر سے پائیک بس گیا نقشہ ترا آنکھوں میں ہے	جلوہ گر شبلی نہیں تو دلر با آنکھوں میں ہے
بیٹھے ہی بیٹھے مجھے ہے سیر حبت کی نصیب	اے صنم جیسے رخ زبیا ترا آنکھوں میں ہے

جس طرف میں دیکھتا ہوں تو ہی نظر آتا ہے وید پر ہے دید حاصل شاہد یکتا کی اب اتنی صاحب ہو رہی ہے پردہ پوشی کسلے ہو گئے دونو جہان ناچیز نظرون میں مرک	اسقدر نیز تصور بس گیا آنکھوں میں ہے دھونڈتے تھے جسکو ہم وہ دلربا آنکھوں میں ہے روز و شب یان تو سراپا ایک آنکھوں میں ہے جلوہ فرما جسے جان جان مرا آنکھوں میں ہے
--	---

۱۰۵	ہل رہا ہے سامنے اے ہوش مرگان کا چنور دکبر رخنہ مار و نفع فزا آنکھوں میں ہے	۱۱
-----	---	----

روز آتا ہے طلب نامہ تمہارا کیا ہے چل رہا ہے جو یہ دم اسکا بھروسہ کیا ہے اشنا ہم تو قدیمی ہیں ذرا یاد کرو تن کا جامہ مجھے پہنا کے چھپے ہیں کیوں آپ ہم تو دیرینہ ہیں محرم نہیں آئے کیوں پاس دو جہان کا ہے تاشا تو اسی میں موجود وہ چھپا ہے بت عیار تجھی میں ایدل کون ہوا آئے کہاں سے ہو کدھر جاوے اصل کی ڈھونڈ سے ہو وصل الہی حاصل ہم تو پہچان گئے ٹکونہ انجان بنو	مفت دل مانگتے ہو اس پہ تقاضا کیا لو لگا بار سے بفکر تو بیٹھا کیا ہے ہمسے کیوں پردہ ہے انجان یہ بنا کیا ہے اس سے ظاہر نہوا آپ کا منشا کیا ہے دور ہی دور سے یہ جلوہ دکھانا کیا ہے دیکھو انسان طلسمات کا پتلا کیا ہے کو بکواو سکے تجس میں تو پھرتا کیا ہے سوچو اے حضرت دل کام تمہارا کیا ہے موج کیا قطرہ ہے کیا سوچو تو دریا کیا ہے روز یہ روپ بد لٹا یہ ٹھکانا کیا ہے
---	--

۱۰۶	دوڑتا ہوں جو گلے ملنے کو اونکے اے ہوش روک دیتا ہے ادب کہہ کے یہ کرتا کیا ہے	۱۱
-----	--	----

موجود ہے دل ہوش کا منظور اگر ہے اترے جلوہ دور کے چلنے میں خطر ہے اب صدمے ہدایت کے اوکٹھے نہیں جاتے	رہا تو اسی میں کہ تمہارا ہی یہ گھر ہے کھا جائیگی بل بال سے باریک کمر ہے اتنی بھی نہیں موت الہی یہ کدھر ہے
--	---

<p>حیرت ہے کہاں سے یہ نکلے ہیں درخش تم جان جہان حور ہو یا ہو تو پری ہو اللہ نے نازک ہمہ تن نچو بنایا کب چھوڑتے ہیں اسکو اور الٹے وہ اک روز دم لب پہ ہی دنیا سے ہم اب ہو ہیں خست اونکے لب شیریں کی صفت ہم سے تو پوچھو اولاد ہم آدم کی ہیں چھوڑینگے نہ حشر</p>	<p>اے دیدہ تر تو بھی بڑا شہیدہ گر ہے اس حسن واداکا تو نہیں کوئی بشر ہے تو گل ہے رگ گل تری باریک کر ہے جانے ہیں تو دل ہی کی طرف انکی نظر ہے اسوقت میں اے رشک مسحا تو کہہ رہے دیکھے ہی سے ملتا ہے مزایہ وہ شکر ہے عقدار ہیں ہم اسکے کہ یہ ملک پد رہے</p>
--	--

۱۰۷	<p>پیوند زمین ہو گئے جس وقت یہاں ہم وہ ڈھونڈتے نکلے ہیں کہاں ہوش کا گھر ہے</p>
-----	---

<p>مجھی سے جلوہ گر سارا جہان ہے رہا کرتے تھے جسکے پاس ہر دم گراپنے دورت کے ملنے کی بچہ فکر خودی اپنی مٹا کر تو ذرا دیکھو حقیقت دل کی اب تک تو نہ سمجھا ملا ہے ہلکواک محبوب یکتا چلا ہے تو جو لیکر میرے دل کو یہاں سے لامکان تک ڈھونڈ مارا عجب ہے دل ہمارا نا شمار اللہ دہلی سے درگزر اوس ایک کو ڈھونڈ</p>	<p>عجب اسپر کہ تو سبک نہاں ہے ذرہ ڈھونڈو کہ وہ ہمدم کہاں ہے تو کیا محو تماشائے جہان ہے عیان ہوتا ہے جو تجھ میں نہاں ہے کہیں ہے کون یہ کس کا مکان ہے غضب ہے حسن اسپر مہربان ہے بتا اپنا پتا رہت کہاں ہے نجانا اپنے ہی میں وہ نہاں ہے کہ جو تھا لامکان میں وہ یہاں ہے بنایا جس نے یہ دو نو جہان ہے</p>
--	---

۱۰۸	<p>جہان میں ڈھونڈنا کیسا یہ اے ہوش تجھی میں تو ترا جان جہان ہے زُ</p>
-----	--

<p>ترا جانا صنم حق میں ہمارے اک قیامت ہے کلج پانی ہوتا ہے نہ مسکا اپنی آنکھوں کو یہاں تو جان بلب ہم ہیں خیرنگ کچھ نہیں ملو کہان امید وہ بائیں کرین اخلاص کی ہم نہ دیکھوں گر تجھے دم بھر جگر کے مگر ہی ہو ہیں ہوئی تقصیر کیا ایسی جو ہم پر ہو بہت برہم</p>	<p>قیامت قیامت مصیبت مصیبت ہے بلا کا سحر ہے ان میں قیامت کی شرارت بھلا کیا فیلاء عالم اسی کا نام الفت ہے جواک گالی بھی دیدین تو بڑی آنکی فضاہت بلا سے ناگمانی حق میں میری تیری فرقت کہ سابق سی نہ الفت ہی نہ ایسا غنایت</p>
--	--

۱۵	<p>لبون برہوشش کا دم ہے ذرا نور حم فرماؤ کہ اگر دیکھنے میں اوسکو ایسی کیا قباہت ہے</p>
----	---

<p>کرتے ہیں غضب اپنی آنکھوں کے اشارے عارض پہ ترے دیکھ کے یہ جلوۂ افشان ہم سنا نہ وفادار کوئی تم کو ملیگا اغیار رہیں پاس مزے لوٹتے ارجان دل میں مرے یا چشم میں میری کرو سکن فریاد ستم خشریں کیا دل یہ کرے گا جاتے ہیں جد ہر ہم لے پھرتے ہیں تمہیں کو کیا مارا اگر شیر کو مارا بھی کسی نے</p>	<p>چھریاں بھری جاتی ہیں کلجے پہ ہمارے کہتا ہے جہان دن کو چمکے ہیں ستارے معلوم نہیں ہو گا صنم بعد ہمارے ہم کرتے رہیں دور سے افسوس نظر کے اس میں رہو یا اوس میں یہ دو گھر میں تھارے وہ اسکو ملا لینگے وہاں کر کے اشارے ہو جلوہ فگن شام و سحر دل میں ہمارے وہ جانے جوان مرد ہے جو نفس کو مارے</p>
--	---

۱۱۰	<p>گیت تک کہو اب ہوشش کو پا مال کرو گے جانان ہیں نے ناز نے عشوے مہارے</p>
-----	--

<p>دیدہ اسکا غضب ہی آفت ہے جس سے جانوں پہ آتی آفت ہے کیا ہے تکرار لے بھی ہو دل کو</p>	<p>دیکھو فاست کو تو قیامت ہے یہی خاتمہ خراب الفت ہے مانگتا کون تم سے قیمت ہے</p>
---	--

آئی اسے شام تیری شامت ہے منہ چھپانا بھی ایک حکمت ہے اروج پر رنج میری قسمت ہے ایسی پر درد میری حالت ہے کم سنی میں تو ایک آفت ہے	ہم سہری اتنی آسکے گیسو سے شوق دل کا دو چند کرتے ہو گالیان دینے کو وہ آتے ہیں ٹکڑے ٹکڑے ہو سنگ کا بھی جگر وہ جوانی میں کیا غضب ہو گا
--	---

۹	پھر بلگانہ محب کو ایسا کوئی جان دم ہوشش کا غنیمت ہے	۱۱۱
---	--	-----

رحم کھاؤ دیکھ کر جاؤ خدا کے واسطے پان کھاؤ یون نہ شرم جاؤ خدا کے واسطے جانگر برنی نہ چکے جاؤ خدا کے واسطے بام پر جانان نہ تم جاؤ خدا کے واسطے ایک دن تو آ کے بہلاؤ خدا کے واسطے لیکے دل کو رے نہ بن جاؤ خدا کے واسطے تم کو سودا ہے دوا کھاؤ خدا کے واسطے اپنے دیوانے کو لجاؤ خدا کے واسطے	ہے لبون پر دم مرا آؤ خدا کے واسطے اب دوپٹہ منہ سے سر کاؤ خدا کے واسطے لب کے بوسے لیتے ہی وہ مجھ سے یون لگے دیکھ لیگا ہر تو تگو نظر لگ جائیگی دل رہے کب تک جدائی میں تمہاری آؤ آؤ پاس بیٹھو ہنس کے کچھ باتیں کرو زلف کو چھیرا تو ہنس کر مجھ سے وہ کہنے لگے غم کے مارے کر دیا ہے تنگ اس دل نے مجھ سے
--	---

ہوشش سے کب تک رہو گے اس قدر روٹھے ہو

غصہ اٹنا کیا ہے ملجاؤ خدا کے واسطے

۹

ریختہ نر بان نہ نان

۱۱۲

اب مرا نام نہ لو دیکھو میں گالی دوں گی باغیا پائی نکرو دیکھو میں گالی دوں گی	پاس سے میرے بیٹو دیکھو میں گالی دوں گی دمنگام شتی یہ نہیں خوب جتا دیتی ہوں
---	---

<p>سر کو بیان سے نہیں تو دیکھو میں گالی دوں گی مجھ کو چھیڑا نکرو دیکھو میں گالی دوں گی اتنے بے شرم نہو دیکھو میں گالی دوں گی یون نہ تم مجھ سے ہنسو دیکھو میں گالی دوں گی باس عزت کا رکھو دیکھو میں گالی دوں گی آکے جو ہو گا وہ ہو دیکھو میں گالی دوں گی</p>	<p>اٹا کھہ باتیں میں سنا دوں گی نہ چھیڑو مجھ کو مجھ سے بھی غیرت ہو تو عزت کو سنبھالو اپنی جھڑکون کتنا ہی تو تم لیٹے چلے جاتے ہو اپنے مطلب ہی کی کرتے ہو ہنسی میں باتیں ادبیت سے رہو چھوڑ دو پتہ میرا مجھ سے ٹھٹھا نکرو ہاتھ لگاؤ نہ مجھ سے</p>
--	---

منہ نہ کھلو اور اچھیڑ کے مجھ کو اسے ہوش
تم خفا ہو کہ نہ ہو دیکھو میں گالی دوں گی

بیان بیوفائی دنیا

۱۱۳

۱۱

<p>چلی جا بیگی بس تنہا سواری رہیگی کب یہ شوکت یہ عماری کہ ہر ہے انکی شان تاجداری نہ حکم نادری و شہر یاری غریبوں کی تو کر حاجت براری بنا ہے خاک سے کر خاکساری جہان تک ہو سکے کرا شکباری نہیں رہنے کی تیری دستیاری تری بھی آبیگی اک روز باری کریگا دان نہ تیری کوئی باری</p>	<p>رفاقت دیگی کب دولت ہماری نہو مفور اس دنیا پہ اتنا سکندر ہے کمان ورا کمان ہے رہا قارون نہ قارون کا خزانہ خدا بر لائے گرتیری مرادین نہو معرور مانند عزرا زیل ارے غافل ذرا شرم لگنے سے کہ آخر کوچ ہے تیرا یہاں سے عدم کو جا رہے ہیں آگے پیچھے لحہ میں ڈال دینگے مجھ کو آخر</p>
---	---

فنا ہونا ہے سب کو ایک دن ہوش

۱۱۴	فقط باقی رہی کی ذات باری	۷
<p>داشتم زو اسید الغامی میرساند مرا بجانہ گور بے نشانان کوئے غزلت را ہست در رقص عاشق لبہل بر مزار شہد چشم صہنم مردم چشم ترک کج کلاست</p>		<p>بمروت ندا دشت نامی اتہوے چشم او مست بہرامی ہمچو عنقا ست شہرت نامی کن تماشا نشستہ بر بامی خوش دیدست نخل بادامی ابروے پر خم ست صمصامی</p>
	<p>ہوش بیہات خون من نشدہ غازہ چہرہ گل اندامے</p>	
۱۱۵	محسوس وغیرہ	۵
	ترجیع بند و عرفان	
<p>من عرفت کے میں ہوا راز سے جسم محرم غور سے دیکھا تو لگا وہ تدمیری ہم</p>		<p>نظر آنے لگا اپنے ہی میں وہ نور قدم کیون نہ حیرت سے ہو جاری یہ زبان پر ہم</p>
	<p>پار و خانہ و من گر و جہان میگروم آب در گوزہ و من تشنہ و بان میگروم</p>	
<p>اوٹھ گیا پیش نظر سے جو خود پکا پردا غش ہوا دیکھ کے دل او سکے نئے ناز ودا</p>		<p>نظر آنے لگا اوس جان جہان کا جلوا حالت وجد میں بے ساختہ یہ پڑنے لگا</p>
	<p>پار و خانہ و من گر و جہان میگروم آب در گوزہ و من تشنہ و بان میگروم</p>	

دھونڈتا برمت تھا بازار وں گہ و نمن اکثر	اصل کا اپنے پتا کچھ نہیں پاتا تھا مگر
ناگمان بن گیا پانی میں جج پانی گھل کر	شعر یہ پڑھنے لگا ہو کے نہایت ششدر
یار درخانہ و من گرد جهان میگروم	
آب در کوزه و من تشنہ و بان میگروم	
دل تھا تار یک شب تار کی مانند اپنا	اس لئے اوس میں وہ محبوب لگانہ تھا چپا
دل جو روشن ہوا ناگاہ نظر آنے لگا	جان سے نکلی یہ صدا دیکھ کے جلوہ اوسکا
یار درخانہ و من گرد جهان میگروم	
آب در کوزه و من تشنہ و بان میگروم	
سوج دریا میں جواے ہوش نمودار ہوئی	بولی اپنے میں ہوں میں کون کہاں آئی
ناگمان بن گئی دریا جو خودی اوسکی مٹی	ہو کے حیرت زدہ یہ شعر زبان پر لائی
یار درخانہ و من گرد جهان میگروم	
آب در کوزه و من تشنہ و بان میگروم	

محنت

۱۱۶

۱۷

ای خسرو عالی ہم دی غیرت دار اوجم	صدر عرب فخر عجم بدر شرف مہر کرم
گردون خیمہ انجم خدم جوزا حشم بر جیس دم	کی میشود و صفت رقم و پارہ شد اینک قلم
روانش شدہ از شرم نم افکنده سر الاجرم	
تا ذات تو منصور شد بدخواہ تو مقہور شد	رنجور شد معذور شد مجبور شد مفرور شد
فیضان تو مشہور شد در ہر طرف مذکور شد	از تو جان پر نور شد معہور شد مسرور شد
ممنون تو جمہور شد ہم دور شد جور و ستم	
از نام تو دولت رسد صولت نصرت رسد	از روی تو فردت رسد نعمت رسد حمد رسد

از لطف تو غنت رسد بهت رسد قوت رسد	انگبت رسد برکت رسد محنت رسد راحت رسد
عشرت رسد و عشرت رسد یعنی رو در رخ و ادم	
بر تو خدا خوشایان کنم یا این تن بچایان کنم	یا این دل حیران کنم یا بی تکلف جان کنم
یا دولت سامان کنم زینها چه سن قربان کنم	ارشاد کن تا آن کنم خوش طاعت فرمان کنم
بر خود نشستن احسان کنم بر بخت خود نازان شوم	
مثل تو در یاد دل کجا آسان کن مشکل کجا	بخشنده سائل کجا عالم کجا مامل کجا
مقبل کجا باسل کجا قابل کجا کامل کجا	فاضل کجا مائل کجا مادل کجا باذل کجا
غیر ترا حاصل کجا این خوی خوش این فضل هم	
تو کیستی ای آسمان کن حال خود آخر عیان	هر جا که می باشم روان هستی چرا با من روان
زینجا بروای مهربان سایه فلک بردی گران	پشت پناهم هست آن کاند جهان یکقدر دان
مثلش نباشد بیگمان در ظل الطافش خوشم	
شتم درین کون مکان بسیار چشم در جهان	مثلت ندیدم در آن مثلت ندیدم مهربان
شاهد برین کرد بیان حاضر و غایب هر زمان	چرسی جواز ایشان نشان دارند در چشمم مکان
هم بهر قصد یقین بر آن موجودم اگر گری متهم	
از فتنه انگیزان چه غم از دشمنان جان چه غم	از جمله بدخواهان چه غم باشم چه بیسایمان چه غم
گر کس نشد پیرسان چه غم مشکل نشد آسان چه غم	از نکبت حرامان چه غم از گردش دوران چه غم
هم زین چه غم هم زمان چه غم هر گاه که هستی سرورم	
من خادم آن حضرت عالی بر آمدن بنم	هر کس کند زان عزتم فوق السما شد رستم
جم جاه و دار از بتم شکر خدا خوش شتم	من فیض یاب خدتم در عیشم و در راحتم
باشد برات دو نیم خاک در آن محترم	
ای پیشوا ای مقتدا مثلت کجا زیر سما	شاید شمیم جانفزا از خلق تو باد صبا

برده سوی گلزارها گل شد موعظ جایجا	برخوی نیکت مرجا صدم مرجا صل علی
مداح تو صبح و مسایل عیب ابل عجم	
خاک ریت سرتاپا آخرم شدم شکر خدا	زان رتبه شد برتر مرا بردوش بنشانند صبا
کاهی بر و سوی سما کاهی شاید باغها	سیری کنم صبح و مسا اکنون ز لطف کبریا
بهست این تمنایین رجا کا فتم به پیش آن قدم	
عهد تو عهد واد شد گم ناله و فریاد شد	ظالم به غم همزاد شد از خانان بر باد شد
این سرزمین بیداد شد از تو جهان آباد شد	از درد و ریج آزاد خلق خدا دل شاد شد
با هم مبارکباد شد کاد شده صاحب کرم	
از جمله عالم برتری و فضل و دروا نشوری	شاه عدالت گستری سردار عالم پروری
دیشان والا گوهری ذی قدر و صاحب افسری	ذی جوهری نیک اختر خوش منظری خوش روی
خوش کرد بختم یآوری کین استان رایانتم	
ای خسرو عالی که مدحت کنم شام و سحر	جز تو ندارم کس و گر از رحم کن سویم گذر
حال پریشانم نگر تا چند گروم در بدر	شد خسته جان زخمی جگر حاصل نشد مقصد مگر
از لطف فرمایک نظر تا دور گردد ریج و غم	
ای سرورمند نشین بهر خدا سویم بدین	تا چند باشم این چنین آفت کش چرخ برین
بارنج و محنت بمقرین فسوده دل اندوگمین	حیرت کنند اهل زمین وابسته ات باشد حنین
آخر بحال کمترین رحمی کن ای عالی هسم	
لطافت که من یابنده ام بر بخت خود نازنده ام	سر بر فلک سائنده ام من بنده ام نازنده ام
در نیایی پاینده ام خوشنودیت خواننده ام	تا جان به تن دارنده ام مالک ترا داننده ام
مدحت زول خواننده ام آغا فانا و منبدم	
ای هو شمس رواند جهان آری زبان گرو و بان	این مژده عالم را رسان مخلوق را کن شادمان

کمانہ شہ اس من امان صاحب مروت قدردان

ہم چارہ بیچارگان ہم فیض بخش بیکسان

رقصد قلم شادی کنان ہر گہ کند و صفش رقم

۱۱۷

مجنس غزل سیر صبا

۷

جس بحرین سراق کی لکھی دلیل ہے

جس بحرین اس آہ کی کچھ قال و قیل ہے

جس بحرین کہ زلف کا ذکر جمیل ہے

بحر خفیف بھی ہے تو بحر طویل ہے

فوارہ دیکھنے سے یہ ثابت ہوئی دلیل

گردن کشی نکر کہ ہے عیش جہان قلیل

اثنا عشر و ر خوب نہیں ہے سوار قلیل

کی جس نے سر کشی وہی آخر طویل

کچھ یاد کجبت کو قصہ اصحاب فیمل ہے

قربان ہوا مگر نہ ملا بوسہ حبیب

روگہا مگر نہ ملا بوسہ حبیب

سائل رہا مگر نہ ملا بوسہ حبیب

دل تک دیا مگر نہ ملا بوسہ حبیب

گویا کہ گنج حسن بھی مال بخیل ہے

دل کھوے جسکو اس سے ہونے کا الفا

طاری میں ہے طرہ طاری رطاق

اوسکے بیان کو چاہئے طول شب فرق

کچھ جو اوسکی شرح نہیں ہے یہ کچھ مذاق

زلف سیاہ یار کا قصہ طویل ہے

عبرت ہمیں دلاتا ہے موجوں کا قافلہ

طوفان غم اوٹھاتا ہے موجوں کا قافلہ

ملک کے دم کو جاتا ہے موجوں کا قافلہ

رمز فنا دکھاتا ہے موجوں کا قافلہ

دریا میں جو حباب ہے کوس رحیل ہے

اسمیں تو پانی جاتی ہے سب سیرت سچ

ہے لب میں میرے معجزہ حضرت مسیح

مردوں کو زندہ کرتا ہے تو صورت سچ

پھر تجھ سے کم نہ کیوں ہو بھلا شہرت سچ

	صحت او سے نصیب جو تیرا عیال ہے	
رخسار غور و غور رضوان ہے اسے اسیر	طوبی کی طرح قدہ نمایان ہے اسے اسیر	گر کے نظارہ ہوش بھی حیران ہے اسے اسیر
	گلزار غلہ کوچہ جانان ہے اسے اسیر	روئے وہاں جو آنکھ وہی سنبھیل ہے
۷	محسن غزل شہید صا	۱۱۵
دید کے قابل تماشا دیکھ اسے ولدا ہے	نوشہ نما گل بہ نہ دلچسپ اس قدر گلزار ہے	طرفہ زرین بال شاہین صہر پر الوار ہے
	آنکھ ان نیلہ کبوتر ماہ نو منقار ہے	نسر طائر بال و پر کھولے ہوئے طیار ہے
جان درد عشق سے آرام پائیگی نہیں	کچھ اثر اپنا دوا کوئی دکھانے کی نہیں	جھوڑ کر فکریہ بیماری تو جانے کی نہیں
	یہاں سب جانبری حکمت کام آئیگی نہیں	وہ نہیں محبت کا جسے ازار ہے
جا کے پہونچا صاحب خانہ کو گرمی طفل اشک	آہ انشبار سے لے اگ تھوڑی طفل اشک	آنکھ گھر ہے صاحب خانہ ہے بلی طفل اشک
	چشم تر کو چاہئے مرگان کی تڑی طفل اشک	موسم بارشس ہے گھر میں آرہی بوجھار ہے
بھاڑنا ہکو ہوا ہے جیب اور دامن پسند	جستہ ہے شبنم کی کرتی کا پتہ اوان پسند	جوش و خروش میں ہونی ہی حالت سناں پسند
	اکسوت عریان تہی شبنم صفت ہی بان پسند	جامہ گل کا کیا ہے اور غنچہ کی کیا دستار ہے
دیدہ مخمور سے ٹھرتا ہوں اسے ساقی تر	دیکھئے کس کس کو زہم ناز میں بیخو و کرے	سلاح میں من رہا ہوں اب زبان خلق سے
	ہے ترا خال سیاہ گوشتے میں چشم مست	میکدے میں پی کے لئے زنگی بچہ سرشار ہے

عمر آخر ہو گئی یان دیکھتے تیری ہی راہ	کیا کسی سے یون ہی کرنے ہیں محبت میں بناہ
دیکھ مجھ سے بعد مردن بھی چھٹی تیری نہ چاہ	لوح آئینہ سر تر بت پہ میری ہے گواہ
مر گیا ہوں پر تصور میں ترا رخسار ہے	
ایک نکتہ ہم نے سیکھا ہے یہاں ای شہید	ہوئے یان قاصر مگر اد سکے بیان ای شہید
کہہ رہا تھا ہوش کل اک راز دان ای شہید	گر قناعت ہو تو اسباب جہان ای شہید
ہم جو کچھ درکار رکھتے ہیں نہیں درکار ہے	
۱۱۹	محنت
۵	
کیا چمن کی سیر میں مصروف ای دلدار ہے	جان بلب یان زگس بیمار کا بیمار ہے
روتے ہیں دشمن بھی ایسا اسکا حال زار ہے	آنکھ چھت سے لگ گئی ہے زندگی دستار ہے
جلد آکر دیکھ لے یہ آخری دیدار ہے	
ڈالتے ہیں یہ گلے میں لاکے گنڈا کسلے	آسمان سے آرہے ہیں آج عیسیٰ کس لئے
گرد پیرے آکے بیٹھے ہیں اطبا کس لئے	ہو رہی ہے اس قدر مگر ہداوا کسلے
وہ بھی بچتا ہے کہیں الفت کا جو بیمار ہے	
تم نہ بوجھو تو بھلا اے مہربان جانیں کہاں	داغ الفت لیکے اب ہم ناتوان جانیں کہاں
خستہ جان بیکس و بنجان مان جانیں کہاں	دور نہمارا چھوڑ کر جانیں کہاں جانیں کہاں
ہیں گرفتار محبت رحم یان درکار ہے	
ان بتان سنگدل کو رحم کچھ آتا نہیں	جان دے ہیں ہزاروں پرانہیں پروا نہیں
مہر و الفتان میں تھوڑی بھی خداوند نہیں	ظلم تو ایسا کسی نے آج تک دیکھا نہیں
کیسے ہیں یہ لوگ یارب کی سایہ دربار ہے	
ہوش سب میں ہو گیا رسوا تمہارے واسطے	سہم رہا ہے آفتیں کیا کیا تمہارے واسطے

سب لٹا یا مال و ذرا اپنا تمہارے واسطے	جان کی بھی کچھ نہ کی پروا تمہارے واسطے
لیکن اس کی قدر تم کو کب مرے دلدار ہے	
۱۲۰	مسدس در افسانہ احمق
۱۷	
نیا ایک احمق کا افسانہ ہے یہ	جیسے لوگ کہتے تھے دیوانہ ہے یہ
کسی کی زبان پر تھا ستانہ ہے یہ	کوئی کہتا انسان اصلاً نہ ہے یہ
نہ عالم نہ فاضل نہ فسرزانہ ہے یہ	
ہر اک بارت سے آہ بیگانہ ہے یہ	
مگر وہ یہ کہتا تھا ہر م بھی ہر نادار	کیا حق نے ہر علم و فن میں ہے ہمار
جہان پر کمالات اپنے ہر ظاہر	ہماری ہے اک خلق مداح و ذاکر
خردمند جانور مانے میں ہم ہیں	
فلاطون جانور مانے میں ہم ہیں	
غرض ایک دن وہ چلا ساس کے گھر	یہ چلنا تھا جیسے چلے کوئی بندر
کبھی تن کے چلتا تھا مونچھوں کو ملکر	کبھی جاتا تھا ہاتھ رکھ کر مگر
اگر تاحت اپنے بن ایسا کبھو وہ	
کہ بن جاتا کتے کی دم ہو ہو وہ	
مگر کو کبھی اپنی لچکا تاج بساتا	کبھی مکر کر کر ہو و ن کو چڑھاتا
کبھی ناز سے باز و و ن کو ہلاتا	خوشی سے نہ اپنے میں وہ تھا ساتا
اگر چلتا تھا تھرتھرتا کہیں وہ	
تو چلا کے پڑتا غنڈل یہ وہین وہ	
	غنڈل

<p> مین وہ شہر ہوں جبکہ گیدڑ کو پاؤں مین رستم ہوں ایسا کہ گرجی مین آئے بھلا سامنے اپنے چتر تو آئے کروں پا پڑوں کو مین لاکھی سے ٹکڑے ہے کیا چیز مور ضعیف اپنے آگے جو لڑنے کو خم ٹھونک کر مین کھڑا ہوں مین وہ غصہ رکھتا ہوں مکھی جو بیٹھے کوئی پہلوان ہو گا مجھ سا جہان مین ابھی ناچے لکڑے کے بل دیکھو مکڑی وہ اس دہن مین پھرنے لگا گھر کے اطراف جو بھوکا ہوا اپنا بھولا وہ سب لاف </p>	<p> بہت تیر چٹپ چٹپ کے اوپر لگاؤں بتائے سے کا پتھر سے کوٹا اوڑھاؤں کہ دس دن مین مکمل کے چورا بناؤں سر دست طاقت جو اپنی دکھاؤں مے دس لالٹوں سے وہ تو جلاؤں تو پستو کو دن بھر مین لڑ کر بھگاؤں چھری ناک پر اپنی چھٹ پٹ بھراؤں کہ خشنا سٹس کا دانہ سرنگ اٹھاؤں کمک پر مین اپنی کسب کو پاؤں مگر سمجھ کو سون نکل گیا صاف کبھی پیٹ ملنے لگا اور کبھی نات </p>
---	---

کہا دل مین بیان کوئی اپنا نہیں ہے
 اگر بھیک مانگیں ڈر اصلاً نہیں ہے

مگر خاموش رہو وہ التو کا چمٹا
 نظر ہر طرف کر کے اس طرح بولا
 گیا ایک در پر اچھلتا اچکتا
 اتنی یہ نادور خاموشا ہے کیسا

موند ہے گھر کا ہمارے یہ گھر تو
 یہ شہر اپنے ہی شہر سا ہے جو دیکھو

وہ سائل ہوا وان کہ اس بیوطن کو
 دی آواز باندی نے سائین جی ٹھہر
 جو خاصہ ہوا اللہ کے نام پر دو
 ابھی کھانا لاتی ہوں دم تو ذرا

غص لائی باندی جو کچھ روئی سالن
 وہین بیٹھا کھانے کو لیکر وہ برتن

نظر کر کے باندی پہ سٹشدر ہوا وہ
حماقت میں حیوان مطلق جو تھا

بڑے سوچ میں فکر میں پڑ گیا وہ
بہت غور کر کے یہ کہنے لگا وہ

جو باندی ہے پاں اپنی باندی ہی سی ہے
ٹانٹے سے ایسے تو حیرت ہوئی ہے

جو باندی نے دیکھی میانلی یہ حالت
لگاتے ہیں ہتے پہ ہتے وہ حضرت

کہ بے تاب ہیں بھوک سے بے نہا
کسی کا نہ اندیشہ ہے کچھ نہ غیرت

خزوی یہ فی الفور بی بی کو جسا کر
میان بیٹھے ہیں دیکھ لو چلے در پر

اوسے دیکھ کر بولی بی بی کہ جنوں
اوڑا کر ترے تکے چیلوں کو بانٹوں

کچھ مسخرہ یا میں دیوانہ سمجھوں
یہ کیا ہے حماقت اسے کجگو کھاؤں

میں بی بی ہوں تیری یہ باندی یہ گھر ہے
نہیں جانتا تو مومے بے خبر ہے

گیا گھر میں القصدہ شرمندہ ہو کر
جونہد آئی رہ میں گیا اک کوئین پر

گھر کر ذرا پھر چلا ساس کے گھر
وہاں سو پارکھ کر کنارے پہ وہ سر

جواک لٹپی اطلاس کی تھی سر پہ اسکا
اگری باؤلی میں وہ اوڑ کر ہوا سے

اوٹھا سو کے جب بیوقوفون کا وہ شاہ
پر ہنہ سری سے نہ تھا اپنی آگاہ

خوشی سے چلا ننگے سر کاٹنا راہ
گیا ساس کے گھر میں گھس کر جونا گاہ

اوسے دیکھ کر ساس نے دل میں ٹھانی
یہ ہے میری بیٹی کے غم کی نشانی

لگے سب کے سب رونے آپس میں ملکر

چٹکتا تھا سراسر اپنا کوئی زمین پر

کوئی مارتا اپنے سینہ پہ پتھر	غرض تھا بیاوان عجیب و غریب
یہ کتنی درد سے آہ و نزاری کیلی	کلجی نکلتا ہے تھامو تو کوئی
کوئی کہہ رہا تھا رسی لاڈلی ہاے	تو کیا ایک دو دن میں چٹ پٹ ہوئی
وہ کس طرح صورت نظر آئیگی ہاے	غضب ہے کہ تو خاک میں سو گئی ہاے
او دہر گھر میں ماتم یہی ہو رہا تھا	او دہر سب کا منہ تاکتا یہ کھڑا تھا
غرض رو کے او میں سے یہ پوچھا کسی نے	کہ گھر میں ہوا ماجہ کیا ہے کئے
کہا جو میں چھوٹے بڑے گھر میں میرے	ہیں اس وقت تک سب کے سب خیریت
نہایت ہی جلدی سے نکلا ہوں دیکھو	مع انجینیر میں چھوڑ آیا ہوں سب کو
وہ بولے ہو سر ننگے پھر کس لئے تم	یہ سنکر ہوا دنگ الو کی وہ دم
رکھا ہاتھ سر پر تو ٹوٹی تھی وان گم	لگا کہنے کر کے نہایت ہشتم
کہن راستے میں گھر گر پڑی ہے	کہن کیا میں بی بی کو تنکرا بڑی ہے
اب اے ہوش احمق کا مذکور کبتک	اے رو کے یہ افتنانہ مشہور کبتک
جہان کو ہنسانا ہے منظور کبتک	نستی چ رہے اسکا مستور کبتک
کہو سب سے نادان کو جا تو بلایا ہے	عذر جسکے سایہ سے کرنا بھلا ہے
قطعات و رباعیات	

عیدی ہای ہندی

۱۲۱

عید رمضان

۳

ہو مبارک آپ کو اسے با سنا
روز و شب ہے اب ہی میری ما
منقذی باخیر و خوبی ہو گیا ماہ صیام
فضل حق آپ کے سلطان بندہ روم شام
ہوے عید آنے سے خوش خاص عام
ہی ہوشش کی ہو دعا صبح و شام

آج عید الفطر سے رونق مندا
بادشاہ ہفت کشور آپ ہون
جلوہ گر ہے آج عید الفطر خوش ہیں خاص عام
وقت ہی یہ نیک نال سے ہی ہی میری ما
گیا خیر و خوبی سے ماہ صیام
ہمیشہ رہو خرم و کامیاب

۱۲۲

عید شربان

۴

ہو مبارک تمہیں بفضل خدا
ہوشش استاد کی ہی دعا
سرور جہان سب تمہیں ہو مبارک
وہ تم کو مبارک یہ ہم کو مبارک
خیر خواہوں پر نظر الطاف کی دایم رکھو
تم ہمیشہ باغ دنیا میں خوش حرم رہو
ہو مبارک آپ کو اسے با و شاد
آپ کی ہے بہ توفیق آباد

عید شربان ہے آج جلوہ فرا
علم و دولت سے کامیاب رہو
ہوئی عید شربان عیان کو مبارک
ہو تم عمر سے بہرہ ور ہم ہوں تم سے
عید شربان سے ادو کو شوق سے قربان کج
بارگاہ کبریا میں ہے ہی میری دعا
عید شربان آئی شکر کردگار
ماہ نو ہے کب فلک پر جلوہ گر

آئی شب بر آستان نور جهان ہوا
 لاسے کو آب سے کے لئے عتاب طہ کی
 عید شعبان کی ہوئی جلوہ خزان کی دیکھو
 سند سے گلر نہ کے تو بھول جھڑ جائیں
 عید شعبان آئی ہے گوہر نشان ہی پھلجھری
 ہے تماشہ کیلئے عتاب مہ گوکب انار
 عید شعبان آئی خرم زمرہ اجا ہے
 کب ہے شب کو آسمان پر وہ تابان جلوہ
 عید شعبان جو خوشی ساتھ ہی لیکر نکلی
 دشمنوں کو ہمہ تن آگ لگانے کیلئے
 عید شعبان آئی بہر دوستان خیر خوا
 آسمان کبے تماشگاہ مخلوقات ہے
 عید شعبان جو آج آئی ہے
 سے کسی جا تو در نشان گلر نہ
 عید شعبان آئی ہے ہستیار ہو
 شکو سوسن سے رہی ہے یہ عالم
 آئی شب برات خوشی کا مقام ہے
 یکتا سے عصر علم میں نگو خدا کرے

وہ پھلجھری چھٹی کہ چین ہر مکان ہوا
 گردون پہ چو بدار ہوائی روان ہوا
 شاد یا سنے وہ بجاتی ہوئی آئی دیکھو
 ہاتھ خوش ہو کے ہلاتی ہے ہوائی دیکھو
 دوست کی مداح خوانی کوز بان پھلجھری
 آسمان ہی تارہ منڈل کمان پھلجھری
 پھلجھری سے جلوہ گر سلک درنا یا ہے
 اے سپہر فضل یہ تو آپکی عتاب ہے
 گہر سے ہستی ہوئی گلر نہ بھی باہر نکلی
 دھونڈتی دھونڈتی اے ہوش چھو در نکلی
 کیا ہوائی چھماتی ہے خوشی سے واہ
 پھلجھری ہے کمان پھول اسکے مہر
 خلق نے اک خوشی بجاتی ہے
 چھماتی کہ سین ہوائی ہے
 اک نظراب جانب گلزار ہو
 نخل سے دولت کے برخوردار ہو
 تو تم یہ فضل حضرت باری مدام ہے
 اب التجا سے ہوش یہی صبح و شام ہے

عید یابی فارسی

۱۲۴

عید رمضان

۱۵

عید رمضان بر تو مبارک باشد
 من از تو تو از عمر تمنع گیری
 عید رمضان است و بان شیرین است
 از بسکه بدح تو سخن می گویند
 عید رمضان آمد باشی دل شاد
 هر جا که نشینی و هر جا که روی
 عید رمضان آمده هنگام سرور است
 از بهر رقی کمالات و حیانت
 عید رمضان آمده خورسند جهان است
 هستیم دعاگوی درازی حیانت
 عید رمضان است دعا باید کرد
 تا عمر و کمال تو ترستی یابد
 عید رمضان است دلت باشد شاد
 در بدح و دعای تو زبان مصروف است
 رمضان رفت و عید آمده است
 در حق تو پی و عابر من
 بخیر شد رمضان رسید عید سعید

شاهی جهان بر تو مبارک باشد
 این بر من و آن بر تو مبارک باشد
 از شیر و شکر کام و زبان شیرین است
 زان رو دهن اهل جهان شیرین است
 گریه است همین است دعای استاد
 و ادا بر حال نگهبان تو باد
 بر روی جهان بین چه بگذارد چه نور است
 این وقت قبول است عا نیز ضرور است
 ممنون تو مداح تو هر پر و جوان است
 گرور و زبان است همین و زبان است
 از بهر تو هر صبح و مسا باید کرد
 سجدهات بدرگاه خدا باید کرد
 هم خانه تو با دوز لغت آباد
 امروز بان شیر و شکر باید داد
 و ه چه وقت سعید آمده است
 حکم از دل شد پیدا آمده است
 شب فدای تو شد بر دوز شد خورشید

گذر بکن بجهان سوی آسمان بگر
 باز عید الفطر در کون مکان رونق فراست
 بخت تو بیدار آمد شاد باش و شاد باش
 مبارک بر تو عید الفطرای بجز سخا باشد
 بهر حال و بهر جای و بهر کار و بهر ساعت
 بیا و امن گشای ای جان استاد
 چون نام نامیت یاور علی هست
 ماه صیام رفت و رسیدست عید باز
 یاور علی ترا و نگهبان خدا بود
 باز عید الفطر شد فرحت ده هر خاص عام
 هست بنگام سعید و سپکنم از دل دعا
 همچو عید الفطرای بجز سخا
 ده چه خوش نامست وقت گفتنش

پنی ادای سلامت چه سان اهل خید
 بهر طول عمر تو در سجده مخلوق خدا هست
 شد ترا یاور علی کو چاشین مصطفی است
 بحق مصطفی باشد بفضل مرتضی باشد
 ترا یاور علی باشد نبی باشد خدا باشد
 که عید الفطر آمد شاد شوشتاد
 ترا یاور علی شاه نجف باد
 عالم خوش است شکر خداوند کار بها
 هست این دعای بهوش بدرگاه بی شایا
 هم شده با خیر و خوبی منقضی ماه صیام
 یاور یاور علی حضرت علی باشد دام
 یافت شهرت نام نیکت جا بجا
 میشود یاور و مصطفی

۱۲

عید قربان

۱۲۵

عید قربان بجهان جلوه فرزند خوش باش
 شادی عیش جهان جلد نباست دادند
 خوش آمده باز عید قربان بجهان
 تو جان جهان آمده زان خواهم
 عید قربان بجهان بار دگر کرد ظهور
 خواهیم از حضرت باری که تو علامه شوی

چرخ گردون همه تن بر تو گذاشت خوش باش
 شامل حال تو الطاف خدا شد خوش باش
 جانهای جهان باد بفرقت قربان
 تا هست جهان باشی به امن سبحان
 جا بجا خلق خدا آیند نهایت مسرور
 عمرت افزون بود و نماند ز دست معمر

عید قربان رسید و دل شد شاد
 بر تو مستربان شدن فلک خوا
 عید قربان ترا مبارک باد
 بادشاهی بهفت ملک جهان
 چه خوش شد عید قربان جلوه افزا
 تو باشی زنده تالوح و قلم مست
 عید قربان رسیده استای هو
 مست خورسند زمره احباب
 عید قربانست بر تو ماست قربان
 حامی یاور علی شاه نجف باشد ترا
 چه خوش عید قربان شده جلوه گر
 بکن زنده گانی به آسود و گ
 چو آمد عید قربان دل شده شاد
 بهر سال و بهر کار و بهر جا
 عید قربان جلوه افزا شد بیا
 رحمت حق بر سرت باشد نثار
 عید قربان خوشش آید امسال
 یار و یاور علی ترا باشد

مست خورسند زمره احباب
 عید قربانست بر تو ماست قربان

عیش عالم ترا مبارک باد
 منتظر هست تا شود ارشاد
 هم خلق حسد را مبارک باد
 بر تو است با سخا مبارک باد
 باید کرد شکر حق تعالی
 شوی در علم و فضل و محبت کیتا
 دل اخلاص اکباب باید کرد
 شکر حق بحساب باید کرد
 بر سرت صبح و مسا گردون بلا گردان شود
 شامل حال تو لطف ایزد سبحان شود
 گذر کن بهر جا تجسس نگر
 خدا هست یاور علی را همیشه
 مبارک باشد شاه ای جان او شاد
 ترا یاور علی مشکل گشا باد
 تا کنم جان جهان بر تو خدا
 هم بود یاور علی شیر خدا
 دوست خوش دشمن است شود پامال
 همه حال ای نجف خصال

۴۲

مدحیه مع دعا و مدعا

۱۲۶

دلای خلق خلق تو بشیر میکنند

لشخیر ملک گروم شمشیر میکنند

در حضرت تو ماه سیاهمه نویس هست
 آبی دل برای دولت و زرمیدوی
 مدوح تست فیض سان جهانیان
 از دیاد و دولت بی بیم باد
 روز ماه و ماه و سال سال قرن
 الله الله رب العالمین تو
 پیش عقلت کی فلاحون دم زده
 ملک فیض بخشی شهر یاری
 به عقل عدل و فضل و بذل و اخلاق
 بارک الله خوشتر آمد نام والا جناب
 جان خود سابر تو یا بر خلق تو قربان کنم
 بدانش ترا کرد از دیگران
 جهانی بگشتم ندیدم نظیرت
 یکتای عصفوات ترا کرد و الجلال
 از بسکه جمله خلق از خلق خوشتر خوشند
 تا جهان است بنده پرور باش
 بسکه مشکاکشاد و دگر گری
 کسی چون تو محسن کجا دیده باشد
 بپاید که او در پناه تو آید
 بخت و دولت ترا همایون باد
 در حق این دعا کنم و ام

خورشید روزنامه تحریر میکنند
 در سایه هما تو اگر مسیرو می مرو
 غمگین ز بی زری تو چه را میشود
 گر بگیرد سنگریزه سیم باد
 عمرت افزون حسب این تقسیم باد
 آسمان نسیم شد که بوسه پای تو
 آسودن بر کس کند برای تو
 تو کی در مفلسی کس را گذاری
 تکلف بر طریقت ثانی نداری
 هم جای نیست ات لطف فرمای جناب
 حکم کرد و چیت در امر چنین ای جناب
 فلاحون چو بودی نمودی غلامی
 بفضل و خرد و مندی و نیکنامی
 در عدل و بذل و فضل و خرد و مندی کمال
 قربان کنند بر تو دل و جسم و جان مال
 صاحب اقبال و نیک اختر باش
 در پناه علی و داور باش
 اگر دیده باشد ترا دیده باشد
 هر آنکس که جور سما دیده باشد
 پایگاهت افزون ز گردون باد
 خانه آباد و نعمت افزون باد

مفت کشور زیر شرمانت شود
 لشکرش دارند جان دل بهم
 ای ترا من سبده ام تازنده ام
 بر تو یا بر خلق تو تیر بان کنم
 بر تو قربان دل کنم یا جان کنم
 و مصیبت دستگیرم بوده
 آفرینها میکنند اهل جهان برای تو
 پیش تو احوال خود گفتن ندارد احتیاج
 تا من آمد بخنسلایق در تو
 ز رخ با شد که من آرام به نثار
 در بارگاه حق که سحر استجا کنم
 شرمند کرده است مرا مناسی من
 خوشا بوقت رسیدی بیابای هوش
 مزید دولت و اقبال و عمر و خواهم
 خاطر تو دایم مسرور باد
 نام نیکت ای خداوند جهان
 نظیر تو نبود در شرافت و تو متبیر
 خدا کند که ترا شاهی جهان بخشند
 از فیض تو دریا به خروش آمده است
 پیش تو دم عقل فلان چه زنده
 چندی چنین که دیده که آخر شنیده است

هر بشد مرهون احسانت شود
 هر یکی خواهد که تیر بانت شود
 هر محبا با ششم و عا گوینده ام
 جان که یک دارم ز دوستر منده ام
 هر چه ارشاد تو باشد آن کنم
 کی ادای شکر این احسان کنم
 گو فلان تا دهد بوسه به دست پای تو
 حال کس مخفی نباشد بر دل دانای تو
 داو حلق بود یا ویر تو
 دل و جان باد خدا بر سر تو
 بهر مزید دولت و عمرت و عا کنم
 دارم نه زرب دست که بر تو خدا کنم
 کنیم در حق حمد و خود دعای هوش
 که هست سایه لطفش پناه مای هوش
 خانه از نعمت ترا معمور باد
 از زمین تا آسمان مشهور باد
 به عدل بذل کمال و فراست و تدبیر
 بفضل شاه خفای امیر ابن امیر
 گردون همه تن حلقه بگوش آمده است
 آنی که ثنا خوان تو هوش آمده است
 کز تو گدا به رتبه شاهی رسیده است

انکس که وصف حاتم طائی همی کند
 بحمد الله که سرداری شفیق و قدردان ارم
 بر زیر سایه لطفش پناه آورده ام ای هوش
 حسد و ابر حال زارم جسم کن
 حسد گر دون سخت عاجز کرده است
 بگو ترا برم احسن کجا مجای هوش
 درین زمانه دل جمله خلق سنگ شدست
 فکر معاشش آه تبه کرد حال ما
 مخمور بیکسان تو گویندین عجب
 ای که در فهم و فراست تو به از لقمانی
 هوش در خدمت عالی بصدامید رسید
 از لطف یک نگاه برین بنوا یکن
 جانم بلب رسید و بلب نان نمی رسد
 و کم داند که من خوردم پی روزی چه غم بهم
 مرا الطاف اخلافت به عالم زنده می دارد
 تنها در تو کجا و من غریب کجا
 بکن ز لطف نظر بر شکسته حالی من
 موی مویون احسان تو ام
 هیچ پروای نمی دارم ز کس
 تا جهانست در جهان باشی
 میکند هوشش این دعا دایم

معذور دارم شش که ترا و ندیده است
 بخلق و عدل و فضل و نبل ریختای جهان دارم
 چه غم از گردشش دوران و جور آسمان دارم
 دیگری حسد تو ندارم جسم کن
 خسته جانم دل نگام جسم کن
 شکسته حال تو گویم کرا کرای هوش
 کدام رحم کند بر تو جز خدای هوشش
 گرید جهان ز دیدن رنج و ملال ما
 این است حال ما و نداری خیال ما
 خیر اظهار همه حال جهان میدانی
 زانکه در فیضانی تو نداری ثانی
 این گر نمی کنی سرم از تن جدا یکن
 خونم بریز و از غم روزی رها یکن
 خدا داند چه آفتما که اکنون میکشم بر دم
 و گرنه از تنی دستم یقین میدان که می مردم
 رسم به پیش قدم آن مرا نصیب کجا
 و گرنه میرو داین در داز طبیب کجا
 هر کجا باشم ثنا خوان تو ام
 زانکه مشهور از غلامان تو ام
 لطف فرماید بیکسان باشی
 شاد باشی و کامران باشی

سرور صاحب کرم آمد جهان را مژده باد
 قدر دان بند و پرور حاکم دوران شده
 مدح تو یا و عاے تو و روز بان کنم
 بر حال من اگر ز لطف کنی نظر
 غیر از تو بکس بهوش سر و کار ندارد
 خاک کف پای تو بهای دل او هست
 گدایان به پیش صد میکنند
 چه فکر است گرز ندارم بدست
 امی منظر کمال بفضل خدا ترا
 هر جا و هر زمان و هر کار و بار تو
 بس که حمد تو صد انصافست
 بتره را که خشک لب یا به
 بد آدم رس که هستی حاکم وقت
 به پیش ظلم این ظالم چه گویم
 از دشمنان ست کشور اراکی
 ملک آباد می کنند آنها
 که بخشش بین لطف است و زنجش جبریت
 زنده باشم تا درین دار فنا از حکم حق
 و بین دنیا نظیرت صاحب فیض
 کند کی ابر چون تو درفشانی

کم سنان را تنهت پیرو جوان را مژده باد
 تنهت اهل هنر را بکیسان را مژده باد
 شایا بگو که هر چه تو گویی همان کنم
 پروا کجا ز اهل جهان و زمان کنم
 بند ذات تو مخوار و مددگار ندارد
 میخواهی اگر گیسو که انکار ندارد
 تو خوشش باش دایم و غایب کنم
 بفرقت دل و جان صد میکنند
 مشکل کشا و حافظ و یاور علی بود
 پشت پناه و ضامن و رهبر علی بود
 ظلم کردن کسی میدانند
 ماده شیر شیر نوشانند
 خلاصم ده ز دست چرخ بدست
 زنان و پادشاه محتاج کردست
 دل مخلوق از تو آمدشاد
 تو کنی خانه خندان آباد
 بنده هستم در همه حالت دعاگوی تو ام
 من ثنا خوان تو ام هر دم رضاجوی تو ام
 ندیده و دیده نشنیده گوشه
 چه آرد با تو تاب این خرقه پوشی

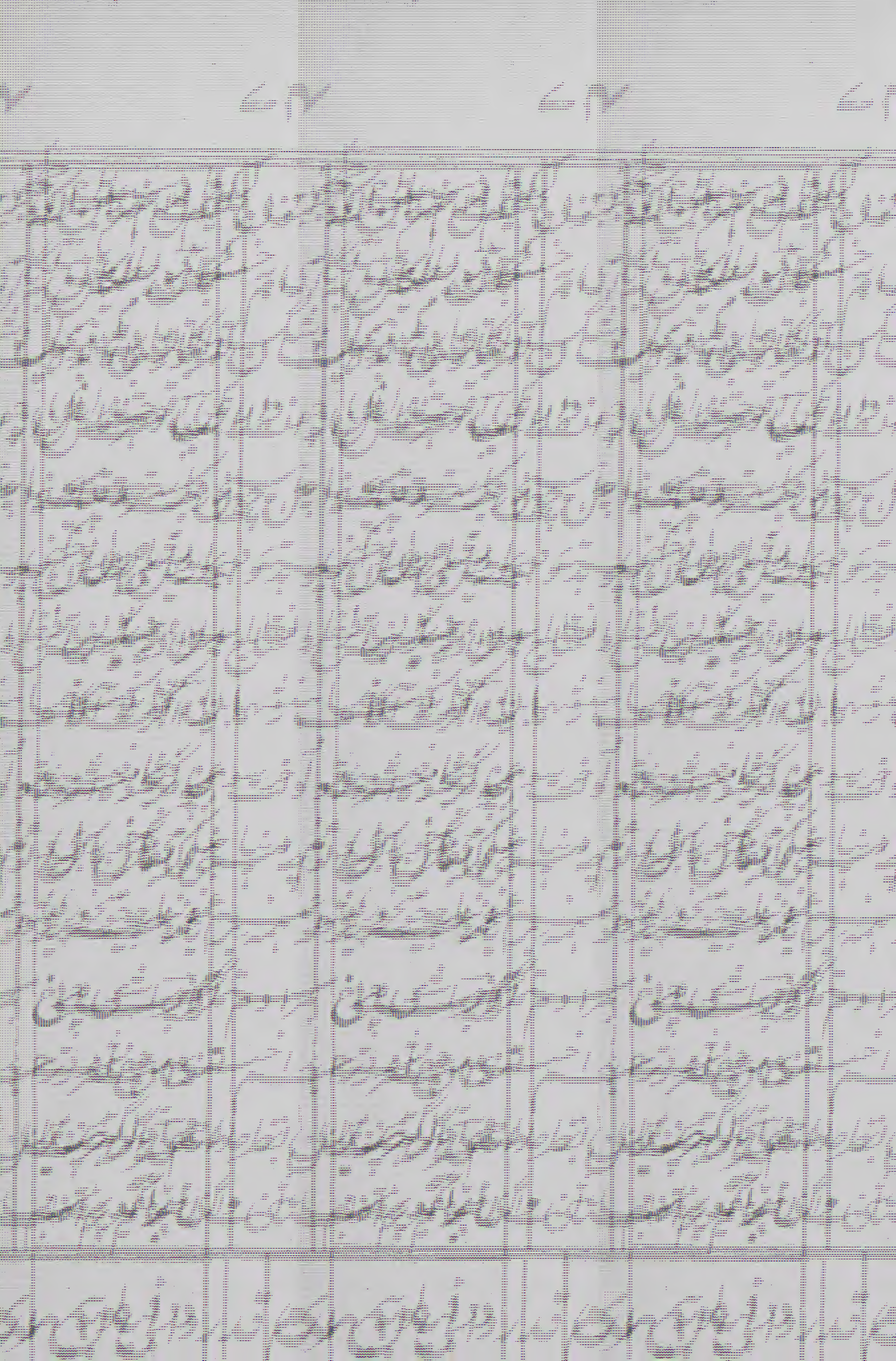
۱۲۴ در مذمت عیب جوئی و خود پسندی و فتنه انگیزی

این دهر پر از کبر و عداوت میدان
مسببتناز اهل دنیا تو مدار
و آنی که چپه مخلوق خدا میجوید
ای هوشش ز عقل عیب جو جبرم
بے کمالی مدعی بیسند
چیت خویش که روز نادانست
مشکلی ظاهر تو عیب دیگران
عذر کن راه غلط پیو ده
یابی چو درین نامه خطا عیب کن
از جانب حق دان تو همه خوب خراب
ای ز راه لطف بین این نامه را انصاف کن
من دست رحمت کشیدم عیب جوئی تو کنی
ای هوشش بیاسوی بشر کن لو گذر
کارش که همه شر و فساد آده است
دل بند بحق هوشش ز دنیا بگذر
با خلق اگر سابقه مبادری

اخفای کمال عین حکمت میدان
گر عیب نجوید غنیمت میدان
هر چپیند که خوبست و صفای جوید
این عیب جوید عیب چو امجدید
عیب جوید مسند نمی جوید
سنگ جوید گسرد نمی جوید
هم بذات خویش گوی عیب نیست
خود بفرما عیب جوئی عیب نیست
بے عیب بود ذات خدا عیب کن
مسداری اگر عقل رسا عیب کن
روز و شب خون چکر خورم چو انصاف کن
این چه انصاف است ای مرد خدا انصاف کن
گو هست چسان در پی ایصال خیر
نامش بهین وجه نهادند بشر
کز و هر نیابی تو بجز رنج و گر
هست یار که آماده به شرمست بشر

۱۲۵ در مذمت ظلم و بی التفاتی

نشان هر وفا نیست در زمانه ما
بنال ای دل نالان که جای فریاد است



بهر طر سترار و شوخ و لسانست
کم سخن را کسی نمی پند
این همه ریج پی خلق کشیدی ای هوش
صبر کن تا به نوا بی بر سنی عفتی
عجرت توان گرفت چه این دور آخرت
اهل هنر ذلیل و عزیزست بے کمال
کس نمی رسد هنر را قدر دانان را چه شد
هوش سرگردان بر حالش کسی غمخوار نیست
ای هوش درین ریج و ملالت کس نیست
تو خاک چو اکسیر شدی در ره علم
کس نه پرسد کمال را ای هوش
دفعه علم و فضل باید سوخت
مکن ظاهر کمال خود نوا ای هوش
ز خود بنیان مدارا مبدی
سخت بفرآندی از هوش حیف
ز جسم بر حالش نیامد در دولت

در خلایق غمخیز چون جانست
گرچه او بی نظیر دورانست
قدر دانی ز جهان هیچ ندیدی ای هوش
غم مخور گر بر ادی ز سیدی ای هوش
خوارست هر شریف نه پرسد کسی که گیت
افسوس بر زمانه که مردم شناس نیست
حق پسندان و هنرمندان دوران را چه شد
آه بیچاران کجا رفتند ایشان را چه شد
افسوس که غمخوار بحالت کس نیست
ای واسه که پرسان کمال کس نیست
وم مزین وقت نکته رانی نیست
که درین عصر قدر دانی نیست
زمانه دشمن اهل کمالست
اگر داری محالست و خیالست
قدر دانانست در دانی این بنود
همه بانامه سربانی این بنود

در صبر و قناعت

۲

۱۳۰

گر مرادت بر نیامد هیچ در دل غم مخور
می مانند دور دوران و ایام یک روش
سودی ندید ریج کنشی بهر معیشت

رفته رفته میشود مقصود حاصل غم مخور
عاقبت اندیش باش ایرو عاقل غم مخور
تا زلیست بود بهم و بفکر توان زلیست

گر صبر کنی ورنہ کنی ای دل بے صبر

رزاق بہر حال رسانندہ روز نیست

خاتمہ کتاب

شکر محبوب یکتا و سپاس شاہد ہے ہمتا کہ دیوان ہوش تاریخ ۵ ربیع الاول ۱۳۱۰ ہجری میں
تصدیف ہو کر اختتام کو پہونچا دل یک لخت فکر مضمون تراشی سے فارغ ہوا۔ اس میں کہ ملکہ
ہوش عشق بازی ہے عارفون کو حقیقی ظاہر بنیون کو مجازی ہے۔ الحق حسنین سے روگردانی
زیبا نہیں اصلاً جائز نہیں ہرگز و انہیں صاحب انہیں میں وہ جان جہان چھپا ہے دیکھو تو در پردہ
کس انما سے جلوہ دکھار رہا ہے مگر یہ رمز وہی پاتا ہے جسکے پیش نظر سے دوئی کا پردہ اٹھ جاتا ہے
لظہم عشق میں جب ہو گیا انسان فنا ہوا ایک دیکھا ایک جانا اک کہا یہ علم اللہ مذہب عشاق ہیں
احول ہے ایک کو دیکھنا قطع ہر اک حسین کا ہوش نظرہ کرد چلو یہ نور قدم بہن کے
یہ آیا لباس ہے موج و حجاب و قطرہ جدا کب ہیں بحر سے کس سے کہوں یہ راز کہان
حق شناس ہے۔

خاتمہ الطبع

المفتی للہ کہ اندون نشیہ نایاب لا جواب سرمایہ ذوق و شوق خاص و خام دیوان ہوش
نام طبع و حضرت مولانا مولوی مزار عبد اللہ بیگ صاحب قبلہ ہوش باہتمام جناب
سید احمد صاحب منعم و مالک مطبع نیاز دکن واقع بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد تارخ
۲۵ و یقعدہ ۱۳۱۰ ہجری چھپ کر مقبول خاص و عام ہوا۔

تمت

DC

